



پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد

مظاہر پبلیکیشنز لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی



مظاہر پبلیکیشنز

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)



انتساب

- ---- اس جانِ حزیں کے نام جس نے سنا ہی سنا تھا، جانِ جانِ کو دیکھا نہ تھا
- ---- جو بن دیکھے فدا کار و جاں نثار تھا
- ---- جس کی آنکھیں اشکبار تھیں
- ---- جس کا سینہ چاک چاک تھا
- ---- جس کا دل تڑپتا تھا
- ---- جس کی روح ترستی تھی
- ---- جو جانِ جانان کا منظور نظر تھا
- ---- جو ماں کے سایہ میں بیٹھا جانِ جہاں کا شہر تھا
- ---- جس نے مہجوروں کو جینے کا سلیقہ سکھایا
- ---- جس نے عشق کی شمع روشن کی
- ---- جس نے محبت کا دیا جلایا
- ---- جو عالم حیرت میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا ----

شامِ شبِ فرقت میں بھی انوارِ سحر ہیں
اے نورِ مجسم ! یہ تری یاد کا عالم

دلِ نور، جگرِ نور، زباںِ نور، نظرِ نور
یہ کیا ہے، مری خاطرِ ناشاد کا عالم ؟

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جھلکیاں

ابتدائیہ

- ۱۔ نام نامی اسم سامی صلی اللہ علیہ وسلم، ۶ — ۲۲
- ۲۔ آمد آمد رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۵ — ۴۶
- ۳۔ سر پاتے جمال محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۶ — ۶۲
- ۴۔ علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶۵ — ۸۸
- ۵۔ صلوة و سلام بحضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ۸۹ — ۱۲۰
- ۶۔ سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۲۱ — ۱۲۸



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آتے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

----- ساری بہاریں انہیں کے دم سے ہیں ----- وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا
----- بس اللہ ہی اللہ ہوتا -----

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے

مگر ان کو تو ہونا تھا۔۔۔۔۔ ان کے صدقے سارے عالم کو وجود کی بھیک بٹنی تھی
----- جسموں کے گلشن کھلنے تھے ----- روحوں کی برکھار سنی تھی ----- نور کی پھوار
پڑنی تھی ----- اندھیروں میں اجالے ہونے تھے، ہاں

رخشنده ترے حسن سے رخسار یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبین ہے

یہ کیسی احسان فراموشی ہوگی کہ سب کا ذکر کیجئے، انہیں کا ذکر نہ کیجئے۔۔۔۔۔
ہاں ان کو یاد کیجئے، انہیں کو یاد کیجئے۔۔۔۔۔ خوب یاد کیجئے۔۔۔۔۔ دم میں جب تک
دم ہے، انہیں کی بات کئے جانیے۔۔۔۔۔ ان کی باتوں میں زندگی ہے۔۔۔۔۔ ان کی باتوں
میں کیف ہی کیف اور سرور ہی سرور ہے

آتی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
نقشہ ماسوا کو مساتی چلی گئی



نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

۱

نام نامی اسم سامی صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی رحمت دو عالم کی بہار ----- ان کی معیشت غریبوں کا سنگھار ----- ان کی
کج بخش گناہ گاروں کی سوغات ----- ان کی شفقت سیاہ کاروں کی بارات -----
ان کی چال زمین کی معراج ----- ان کی پرواز فلک کی معراج ----- ان کا نور، نور
الانوار ----- ان کا سر، سر الامرار ----- ان کا آفتاب، آفتابوں کا آفتاب ----- ان
کا مہتاب، مہتابوں کا مہتاب ----- ان کا نام نامی، جانِ موجودات ----- ان کا
کرم آنِ کائنات -----

فما الکون الا حلة و محمد

طراز باعلام الهدایة معلم

ذکر مصطفیٰ کہاں نہیں؟ ----- کوئی جگہ نہیں، یہاں نہیں ----- اللہ اللہ -----
! ان کے کرم سے موجودات نے لباس وجود پہنا ----- ان کا چرچا آسمانوں میں
----- ان کا چرچا زمینوں میں ----- ان کا چرچا سمندروں میں ----- انبیاء و رسل،
فلک و ملک، جن و انس سب ان کی آمد آمد کے منتظر ----- ان کا نام نامی، بہارِ
زندگی ----- ان کا وجودِ گرانی، شبابِ زندگی ----- ان کی راتیں، مغفرت کی

برسات ---- ان کے دن، رحمت کی پھوار ---- ان کا تبسم، طلوع فجر ---- ان کا غم، غروب سحر ---- ان کی عنایت، دلوں کی ٹھنڈک ---- ان کا کرم، روحوں کی فرحت ---- ان کا دیدار، آنکھوں کی روشنی ---- ان کا کردار، انسانوں کی معراج ---- ذکر مصطفیٰ بڑی سعادت ہے ---- وہ دل، دل نہیں جو ان کے لئے نہ سلگے ---- وہ آنکھ، آنکھ نہیں جو ان کی یاد میں نہ برے ---- وہ سینہ، سینہ نہیں جو ان کی محبت میں نہ پتکے ---- وہ زباں، زباں نہیں جو ان کی مدح و ثنائیں نہ کھلے ---- ہاں، رگوں میں خون دوڑ رہا ہے ---- دل میں جذبات امٹ رہے ہیں ---- دماغ میں خیالات پھوٹ رہے ہیں ---- زباں پر الفاظ مچل رہے ہیں ---- جسم میں ہلچل مچی ہے ---- پھر کیوں نہ اس جانِ جاں کا ذکر کریں! ---- ہاں رب العالمین خود ان کا ذکر فرما رہا ہے ---- اللہ اللہ! وہ ذکر کی کن بلندیوں پر فاتر ہیں ---- اس سے بڑھ کر بلندی اور کیا ہوگی کہ نام نامی رب کریم کے حضور اس طرح سرفراز ہوا کہ ہر سرفرازی، اس سرفرازی کے قدم چومنے لگی ---- ہمارا کیا ثمنہ؟ ہماری کیا اوقات، ہماری کیا بساط جو ان کا ذکر کریں ---- عقل نہیں جو ان کی بلندیوں کو پاسکے ---- دماغ نہیں جو اس جوامع الکلم کی بات سمجھ سکے ---- آنکھ نہیں جو ان کے جلووں کو دیکھ سکے ---- کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ ---- دل یہ قرار ہے ---- آنکھیں اشکبار ہیں ---- اللہ اللہ! مگر وہ تو غریب نواز ہیں، ہاں

اک تنگ غم عشقِ نبی ہے منظر دید

صدقے ترے اے صورت سلطانِ مدینہ

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق، کائنات کا نقطہ - آغاز ہے ---- سب سے پہلے اس نے اپنے نور سے، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور جب یہ نور

پہلی مرتبہ کھلا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم، اللہ ہی کی تعظیم و تکریم ہے۔۔۔۔۔ جو یہ راز نہیں سمجھتا وہ حرف محبت سے نا آشنا ہے۔

ہاں نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلی بار پیکر آدم میں فرشتوں کے سامنے آیا پھر پاک پشتوں اور پاکیزہ ماؤں میں منتقل ہوتا گیا۔۔۔۔۔ منتقل ہوتے ہوتے ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔۔۔۔۔ پھر ہاجرہ علیہا السلام میں منتقل ہوا، پھر اسمعیل علیہ السلام میں منتقل ہوا۔۔۔۔۔ ہاں، ابراہیم علیہ السلام جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین تھے تو آگ کیسے جلاتی!۔۔۔۔۔ اسماعیل علیہ السلام جب نور محمدی کے امین تھے تو کیسے پیاسے رہتے اور کیوں قربان کراتے جاتے!۔۔۔۔۔ ہاجرہ علیہا السلام کی پیتراریاں رنگ لائیں، اسماعیل علیہ السلام کے پیروں تلے پچشمہ پھوٹ پڑا۔۔۔۔۔

ہاجرہ (علیہا السلام) کے نشانِ راہ (صفا و مروہ) کو شعائر اللہ بتایا گیا (۴) اور ابراہیم (علیہ السلام) کے نقش قدم کو حرم کعبہ میں مصلیٰ بنا دیا گیا (۵) اللہ اللہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس داریاں تو دیکھتے!

ہاں تو ذکر تھا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا۔۔۔۔۔ جب نمرود سے آپ مستد توحید پر بحرے دربار میں مناظرہ فرما رہے تھے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ وسلم مشاہدہ فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوا، **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ حَآجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي دِينِهِ أَنْ أَنَّهُ اللَّهُ الْمَلِكُ** (۶) کیا تم نے اس کو نہ دیکھا جو ابراہیم سے بحث کر رہا تھا، (وہ اس لئے مغرور ہو گیا) کہ ہم نے اس کو سلطنت عطا فرمائی۔۔۔۔۔ جب بنی اسرائیل دبا کے خوف سے شہر چھوڑ کر باہر نکل گئے، باہر نکلتے ہی سب کے سب مر گئے، پھر کچھ عرصے کے بعد زندہ کر دیئے گئے۔۔۔۔۔ ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل کا مرنا اور جینا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوا، **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ**

» (۷) کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے شہر سے نکل کھڑے ہوتے، پھر اللہ نے کہا تم سب مر جاؤ (وہ مر گئے)، پھر ان کو زندہ کر دیا۔۔۔۔۔ ہاں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک حادثے، ایک ایک واقعے کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ اور جب آپ بطن مادر میں تشریف لاتے تو ابھی ظہور قدمی میں کچھ روز باقی تھے کہ شاہ حبشہ ابرہہ ہاتھیوں کا عظیم لشکر لے کر بیت اللہ پر حملہ آور ہوا، حملے سے پہلے ہی اس کا پورا لشکر خس و خاشاک بنا دیا گیا۔۔۔۔۔ ہاں، یہ سب کچھ آپ مشاہدہ فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوا، **أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۚ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۙ ثَرْمِيمِهِمْ بِمِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ** (۸) کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟۔۔۔۔۔ کیا ان کی چال کو خاک میں نہ ملا دیا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے یہاں تک کے وہ کھائی کھیتی کی پتی بن گئے۔۔۔۔۔

ہاں، وہ بطن مادر میں نہیں یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، قرآن حکیم شاہد ہے۔۔۔۔۔ دو جہان کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) بطن مادر میں کیا آتے کہ انبیاء علیہم السلام کی آمد آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔۔۔۔۔ ۹ مہینے تک جلیل القدر انبیاء علیہم السلام حضرت آمنہ کے سامنے آتے رہے۔۔۔۔۔ اللہ اللہ، کون کون آتے۔۔۔۔۔؟ حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔۔۔۔۔ حضرت آمنہ، سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و رحمت سے وہ کچھ دیکھ رہی تھیں جو دوسروں کو نظر نہیں آ رہا تھا، اور وہ کچھ سن رہی تھیں جس سے دوسروں کے کان محروم تھے۔۔۔۔۔ ہاں جو آنا گیا، آمنہ سے کہنا گیا کہ جب وہ آنے والا آتے تو اس کا

نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔۔۔۔۔ (۹)

ہاں ظہور قدسی کی منزل آگتی۔۔۔۔۔ بس چند راتیں رہ گئیں۔۔۔۔۔ ہاں وہ رات آگتی جس کا سارے عالم کو انتظار تھا۔۔۔۔۔ حضرت حوا، حضرت آسیہ، حضرت مریم (علیہن السلام) حاضر ہیں، جنت کی حوریں حاضر ہیں، آمنہ کی آنکھوں سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے اور مشرق و مغرب کی بہاریں دکھائی جا رہی ہیں۔۔۔۔۔ تین جھنڈے لگاتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک بیت اللہ پر۔۔۔۔۔ فرشتے فوج در فوج حاضر ہیں۔۔۔۔۔ سبز پنچوں اور سرخ چونچوں والے جنتی پرندے فضاؤں میں بھرے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ آمنہ کو شدت کی پیاس لگی ہے۔۔۔۔۔ ایک پرندہ بڑھ کر پانی کی بوند زبان پر ٹپکار رہا ہے، سبحان اللہ۔۔۔۔۔ برف سے زیادہ ٹھنڈی، شہد سے زیادہ میٹھی (۱۰)۔۔۔۔۔ دل کو چین آیا، آنکھوں میں سرور آیا۔۔۔۔۔ پھر جب وہ تشریف لائے تو ہر طرف روشنیاں پھیل گئیں۔۔۔۔۔ سارا عالم نور علی نور ہو گیا۔۔۔۔۔ ہاں وہ تشریف لائے، گھٹنوں کے بل، اپنے مولیٰ کے حضور جھکے ہوئے، ہاتھ پھیلائے ہوئے، نگاہیں آسمان کی طرف لگاتے ہوئے۔۔۔۔۔ چہرہ نور سے جگمگ کر رہا تھا، دنیا حیران تھی۔۔۔۔۔ جو کچھ دیکھ رہی تھی، وہ تو کبھی نہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ہاں وہ تشریف لے آئے، آتش کدہ۔ ایران جو ہزاروں سال سے روشن تھا، آن کی آن میں بج کر رہ گیا۔۔۔۔۔ کھراتے ایران کے محل کے کنگورے ٹوٹ پھوٹ کر بکمرنے لگے۔۔۔۔۔ ہاں آج وہ آیا ہے دنیا کی جھوٹی عکمتیں جس کے پیروں تلے روندی جاتیں گی۔۔۔۔۔

جو کچھ عرض کیا گیا یہ کوئی افسانہ نہیں، حقیقت ہے۔۔۔۔۔ امام المحدثین حضرت علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ (۵۹۷ھ / ۱۲۰۱ء) نے تقریباً ۹ سو برس پہلے اپنی ۱۰ کتاب "مولد العروس" میں یہ تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔۔۔۔۔ جس کو سب نے مانا

اور سب نے تسلیم کیا ہے۔۔۔۔ شاید اہل عقل نہ مانیں، مگر وہ تو بچوں کی سی ضد کرتے ہیں، پھر مانتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔ ہزاروں باتیں جو کل نہ مانتے تھے، آج مانتے لگے۔۔۔۔ سینکڑوں باتیں جو آج نہیں مانتے، کل مانتے لگیں گے۔۔۔۔ عقل بے مایہ پر کیا بھروسہ کیا جاتے کہ جب تک وحی اس کی انگلی نہ پکڑے وہ سیدھے راستہ پر چل نہیں سکتی۔۔۔۔ اسی لئے تو اقبال نے کہا تھا۔۔۔۔

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں

ہم اس کو امام بناتے ہیں، جس کی آنکھ نہیں، اس لئے وہ ہم کو حیرت کدے پر لا کر کھرا کر دیتی ہے۔۔۔۔

ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی

ہاں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، جن کا غلغلہ آسمانوں اور زمیوں میں تھا وہ تشریف لے آئے۔۔۔۔ جن کا چرچا آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں تھا، وہ تشریف لے آئے۔۔۔۔ غریبوں کے غمخوار اور مظلوموں کے ہمدرد و عمگسار تشریف لے آئے۔۔۔۔ ہاں "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔۔۔۔ ہاں "احمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خوشخبری سنا رہے ہیں۔۔۔۔

مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ ﴿۱۱﴾

عالم کا پالہنہار فرما رہا ہے۔۔۔۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ﴿۱۲﴾

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴿۱۳﴾

وَأَمْتُوا بِمَا نَزَّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ﴿۱۴﴾

تُحَدِّثُ رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّ آءٍ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ آئِ (۱۵)

ہاں آپ کا نام نامی "احمد" بھی ہے اور "محمد" بھی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔۔۔۔۔
 "احمد" کے معنی، بہت تعریف کرنے والا،۔۔۔۔۔ اور "محمد" کے معنی، بہت ہی تعریف کیا گیا،۔۔۔۔۔ تعریف کرنے والا ایک سے زیادہ کی بھی تعریف کر سکتا ہے اور کرتا ہے مگر ایسا تعریف کرنے والا کہیں نہ ملے گا جس نے ایک ہی کی تعریف کی ہو۔۔۔۔۔ ہاں صرف ایک اللہ کی۔۔۔۔۔ جب زبان سے الحمد للہ رب العالمین فرمایا تو اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔۔۔۔۔ جب نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) جلوہ فرما ہوا، حمد کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔۔۔ کروڑوں سال بیت گئے۔۔۔۔۔ لاکھوں سال گزر گئے۔۔۔۔۔ نہ معلوم کب سے وہ رب جلیل کی حمد و ثنائیں مصروف رہے!۔۔۔۔۔ اس کائنات ارضی و سماوی میں کوئی ایسا نہیں جس نے اللہ کی اتنی حمد و ثنا کی ہو جتنی آپ نے فرمائی۔۔۔۔۔ عبدیت میں آپ یکہ و تنہا ہیں، کوئی آپ کا عدیل و نظیر نہیں

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن

خوبی یار کا جواب کہاں!

ہاں کوئی "احمد" نہیں، آپ ہی "احمد" ہیں۔۔۔۔۔ آپ اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ آپ کی طرف۔۔۔۔۔ آپ اللہ کی حمد و ثنا فرما رہے ہیں اور اللہ آپ پر رحمتیں بھیج رہا ہے، فرشتے صفت و ثنا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ نہ معلوم کب سے؟۔۔۔۔۔ زمین و آسمان میں جو اللہ کی حمد کر رہا ہے، وہ آپ کی نعت بھی پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ اس قدر تعریف اور اس شان کی تعریف آج تک کسی مخلوق و محبوب کی نہیں کی گئی،۔۔۔۔۔ بیشک آپ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔۔۔۔۔ "محمد" کے معنی ہیں، بہت ہی تعریف کیا گیا آپ محب بھی ہیں، محبوب بھی۔۔۔۔۔ آپ عاشق بھی ہیں، معشوق بھی۔۔۔۔۔ جو عاشق ہوتا ہے وہ معشوق نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ جو معشوق ہوتا ہے، وہ

عاشق نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ دنیائے محبت کا یہ ایک بیرت انگیز سنگم ہے کہ جو چاہ رہا ہے وہ چاہا بھی جا رہا ہے۔۔۔۔۔ جو عاشق بھی ہے، وہ معشوق بھی ہے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!۔۔۔۔۔ یہی نہیں بلکہ جو اس جانِ جاں کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے وہ بھی محبوب بنایا جا رہا ہے **مُحِبِّكُمْ اللَّهُ** (۱۶)۔۔۔۔۔ ہم نے تو یہ سنا تھا اور یہ دیکھا تھا کہ جو جس کا کہا مانتا ہے وہی اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔ یہ نہ سنا اور نہ دیکھا کہ کہا کسی کا مانا جاتے اور محبت کوئی کرے!۔۔۔۔۔ اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ خالق کائنات کو اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس کمال کی محبت و انسیت ہے۔۔۔۔۔ جو آپ کا کہنا مانتا ہے، جو آپ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ جو آپ کے حضور درود و سلام کے گجرے پیش کرتا ہے اس پر بھی اللہ اور اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں۔۔۔۔۔ اللہ اللہ درود و سلام پیش کرنے والے کی یہ ادا اس کریم کو کیسی پیاری لگتی ہے کہ پیش کرنے والا بھی اس کرم خاص سے محروم نہیں رہتا۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے نام سے نکالا اور اپنے نام ہی کے ساتھ رکھا۔۔۔۔۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نگاہ محبت کہاں پہنچی۔۔۔۔۔ سنئے سنئے وہ کیا فرما رہے ہیں

وَ شَقُّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهِ لِيَجْلَهٗ

فَدَوَّ الْعَرْشِ مَحْمُودًا وَ هَذَا مُحَمَّدٌ

نام نامی احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مسمیٰ کا بھرپور آئینہ دار ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ نام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسمیٰ کی عکاسی کرتا ہو۔۔۔۔۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایسی معنویت لئے ہوتے ہو کہ نام سے ایک ایک حرف نکالتے جاتیں پھر کبھی معنویت ذرہ برابر مجروح نہ ہونے پاتے۔۔۔۔۔ نام احمد اور محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ ایک ایک حرف کم کرتے جاتیے، جو باقی رہے گا وہ ہرگز بے معنی نہ ہو گا۔۔۔۔۔ پیشک جو ان کے دامن کرم سے وابستہ ہو گیا وہ بے فیض نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔ اس نام کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں اس نام نامی کا کوئی حرف ضرور ہے۔۔۔۔۔ گویا جس طرح کائنات کی ہر شے مستفیض ہے، یہ نام بھی مستفیض ہیں۔۔۔۔۔ اللہ نے اپنے نور سے آپ کو پیدا فرمایا اور نام بھی ایسا رکھا جس میں اس کے نام کی جھلک ہے۔۔۔۔۔ نام اللہ میں کوئی حرف نقطہ والا نہیں، نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی کوئی حرف نقطہ والا نہیں۔۔۔۔۔ پھر یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ لفظ "قرآن" میں چار حروف ہیں، جس زبان میں نازل ہوا اس کے بھی چار حروف ہیں، جس نے نازل کیا اس کے بھی چار حروف ہیں، جس پر نازل ہوا اس کے بھی چار حروف ہیں، حروف کی یہ یکسانیت ضرور کوئی معنی رکھتی ہوگی۔۔۔۔۔ جس طرح عالم اجسام اور عالم ارواح ہیں اسی طری عالم الفاظ و حروف اور عالم معانی بھی ہیں۔۔۔۔۔ خواص ہی حقیقت کو پاسکتے ہیں۔۔۔۔۔

نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا بات۔۔۔۔۔ دو چشم پینا کہاں سے لاتیں جو زمین و آسمان میں اس نام نامی کے جلوے دیکھے!۔۔۔۔۔ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں نہیں؟۔۔۔۔۔ **ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ لوح محفوظ میں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ جنت کے ہر دروازے پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ صحف سماوی میں نام احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔۔۔۔۔ توریت میں، انجیل میں، زبور میں، صحیفہ آدم میں صحیفہ ابرہیم میں صحیفہ اشعیاہ میں، کتاب حقوق میں، اقوال شعیب میں، اقوال سلیمان میں (علیہم السلام)۔۔۔۔۔ اور تو اور ہندوؤں کی ویدوں اور اپنشدوں میں۔۔۔۔۔ گو تم بدھ کے ملفوظات میں نام احمد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جلوہ گر ہے۔۔۔۔۔ اللہ نے دنیا میں

آنے والے تمام انبیاء کو جمع کر کے ان سے عہد لیا کہ جب وہ آنے والا آتے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی تائید و حمایت کرنا۔۔۔۔۔ ہر نبی نے سنا اور سر جھکایا، وعدہ کیا اور اپنے عہد پر گواہ ہوا اور اللہ تعالیٰ ان سب پر گواہ ہوا۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! کس اہتمام سے عہد لیا گیا۔۔۔۔۔ جب سارے عالم کے نبیوں نے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سنا اور عہد کیا تو پھر ہر نبی نے اپنی امت میں آپ کی آمد آمد کا ذکر نہ کیا ہو گا؟۔۔۔۔۔ یقیناً کیا ہو گا۔۔۔۔۔ تو یہ کہنا سچ اور حق ہے کہ کوئی نبی و رسول ایسا نہیں جس نے اپنی امت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو۔۔۔۔۔ سب نے کیا، پھر سن کے اوروں نے بھی کیا۔۔۔۔۔ ہر مذہب و ملت کی کتابوں میں اور ہر دور کی فضاؤں میں آپ کے نام نامی کی گونج سنائی دے رہی ہے سبحان اللہ!۔۔۔۔۔ نہ صرف کتابوں میں بلکہ آسمان و زمین، شجر و حجر، حتیٰ کہ انسانی وجود میں بھی دیکھنے والوں نے نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھا ہے۔۔۔۔۔ درختوں پر، پتوں پر، پھولوں پر، پھلوں پر۔۔۔۔۔ پھولوں کے اندر، پھلوں کے اندر،۔۔۔۔۔ اور دور جدید میں یہ عجیب انکشاف ہوا کہ انسان کی سانس کی نالی میں "لا الہ الا اللہ" لکھا ہوا ہے اور داہنے پھپھرے پر "محمد رسول اللہ" (۱۷)۔۔۔۔۔ سبحان اللہ!۔۔۔۔۔ عارف کامل حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد کچھ معنی رکھتا ہے کہ ہر جاندار کا سانس اسم "ہو" سے نکلتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر حضرات اہل اللہ کی نظریں کتنی بلند ہیں۔۔۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ لوح محفوظ سے اپنا نام لٹا ہوا ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اعلان فرما رہے ہیں، "اس شخص کا کیا حال ہو گا جس نے اپنا نام لوح محفوظ سے خود لٹے ہوئے دیکھا" (۱۸)، یہ شعبان کی پندرہویں شب تھی اور اسی سال آپ نے وصال فرمایا (۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) پیشک موت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، مگر وہ اپنے کرم سے جس کو چاہتے ہیں بتا دیتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے کرم کو کوئی نہیں روک

سکتا۔۔۔۔ اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں۔۔۔۔ ہاں تو ذکر تھا نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔۔۔۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا

مَثْرِيهِمْ اَبْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ﴿١٩﴾

اللہ اللہ انسانی وجود میں نام اللہ (جل جلالہ) اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے یہ نام نامی پھشت مبارک پر مہر نبوت کی صورت میں بھی ظاہر فرمایا تاکہ کسی شک کرنے والے کو شک نہ رہے اور ہر یقین کرنے والا دل سے یقین کرے کہ آپ ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔۔۔۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی نشانی سے پہچانا۔۔۔۔۔
 آپ کی غائبانہ محبت نے اپنے مذہب سے بیگانہ اور اپنے وطن سے دل اچاٹ کر دیا۔۔۔۔۔
 رواں دواں ملک ملک کی خاک چھانتے حضور میں حاضر ہو گئے۔۔۔۔۔ کسی کے غلام تھے، مگر آپ کے غلام بننے آتے تھے۔۔۔۔۔ سرکار نے کرم فرمایا، بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر اپنا غلام بنا لیا۔۔۔۔۔ سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) نے ساری نشانیاں دیکھ لی تھیں، ایک نشانی مہر نبوت رہ گئی تھی، وہ نشانی بھی دکھائی، دیکھتے ہی ایمان لے آتے کہ یہ زندہ گواہی تھی، جو خود ہی بول رہی تھی کہ یہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔۔۔۔۔ ہاں

ایک ہی بار ہوتیں وجہ گرفتاری دل

التقات ان کا نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

اللہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو روشن کیا۔۔۔۔۔ اعلان فرما دیا۔۔۔۔۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٢٠﴾ ہم نے تمہارے لئے تمہارے نام کو بلند کر دیا۔۔۔۔۔ ہماری کوئی غرض نہیں، ہمیں تو بس تم سے محبت ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں

کہ سب کو تم سے محبت ہو۔۔۔۔ سبحان اللہ کس کمال کی محبت ہے کہ نام نامی، کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ ملا کر بتا دیا وہ کہ ع

وہ زندہ ہیں واللہ، وہ زندہ ہیں واللہ

حضرت حبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَ صَنَمَ إِلَّا لَهٗ اِسْمَ السَّبِيِّ مَعَ اِسْمِہِ

اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُوَدَّنُ اَشْہَدُ

ایک مغربی اسکالر فلپ کے ہتی نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو، ہر لمحہ موذن اللہ کے نام کے ساتھ ان کا نام بلند کر رہا ہے کوئی لمحہ خالی نہیں۔۔۔۔ ہاں

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

پھر رفعت ذکر کے لئے یہ رسم محبت ایجاد کی کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خود صلوٰۃ کے گجرے بھیجے اور فرشتوں نے صلوٰۃ کی تھالیاں نذر کیں، یہی نہیں سارے عالم کے مسلمانوں کو حکم دیا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا^(۲۱)۔۔۔۔ ہاں اے مسلمانوں تم بھی درود بھیجو، تم بھی سلام بھیجو۔۔۔۔ بے دلی سے نہ بھیجنا، دل سے بھیجنا کہ سلام کا حق ادا ہو جاتے۔۔۔۔ وہ ہم سے الگ نہیں، ان کو الگ نہ سمجھنا

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو، نہ خدا ہو

اللہ کو معلوم ہے کیا چاہیے کیا ہو

قرآن کریم میں فرمایا کہ کوئی شے ایسی نہیں کہ جو ہمارا ذکر نہ کرتی ہو^(۲۲)۔۔۔۔

اور فرمایا کہ سب پرندے اپنی اپنی ماہریں پڑھتے ہیں (۲۳)۔۔۔۔۔ جب نمازیں پڑھتے ہیں تو درود و سلام ضرور بھیجتے ہونگے۔۔۔۔۔ اللہ کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ ذکر الہی میں حلاوت ذکر رسول ہی سے آتی ہے۔۔۔۔۔ یہ راز اہل محبت جانتے ہیں، جو محبت سے نا آشنا ہے وہ کچھ نہیں جانتا خواہ اپنے زعم میں یہ سمجھتا ہو کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے۔۔۔۔۔ معرفت الہی، محبت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کے بغیر ممکن نہیں۔۔۔۔۔ یہ محبت ہی تھی جس نے اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشکل کشا بنا دیا۔۔۔۔۔ سنیتے۔۔۔۔۔ قبیلہ بکر بن وائل کے سردار حارثہ کی فوج کا فارس کی عظیم الشان فوج سے ٹکراؤ ہوا، اس وقت تک حارثہ مسلمان نہ ہوتے تھے مگر دل میں محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک پجنگاری دہی ہوتی تھی۔۔۔۔۔ حارثہ کی فوج نہایت کمزور۔۔۔۔۔ مقابلہ پر ایک طاقت ور فوج۔۔۔۔۔ حارثہ حیران و پریشان۔۔۔۔۔ کچھ اور تو نہ سوچھا، سوچھا تو یہی سوچھا کہ اچانک اعلان کرا دیا، " ہمارے لشکر کا نشان " محمد " (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے "۔۔۔۔۔ اللہ اکبر فارس کی طاقتور فوج سے مقابلہ ہوا اور آن کی آن میں وہ شکست کھا گئی۔۔۔۔۔ اسم " محمد " صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حارثہ کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی اور فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے (۲۴)۔۔۔۔۔ اللہ اللہ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکتیں کیا بیان کروں؟۔۔۔۔۔ رب تعالیٰ جب قیامت کے دن آپ کو پکارے گا تو آپ کے ہم نام سب امتی اس آواز پر دوڑ پڑیں گے۔۔۔۔۔ رب تعالیٰ مسکرائے گا اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ہم ناموں کو بھی جنت میں داخلے کی بشارت مل جائے گی۔۔۔۔۔ غیرت الہی کو گوارا نہیں کہ جس امتی کا نام محمد ہو وہ دوزخ میں جائے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔۔۔ ہاں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفا ہے۔۔۔۔۔ ایک سائنسدان نئے نئے تحقیق کی کہ درود پڑھ کر جو دم کیا جاتا ہے تو سانس میں ایک قسم کی برقی رو پیدا ہوتی

ہے جو مریض پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے۔۔۔۔۔

نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معمولی نام نہیں۔۔۔۔۔ اسی لئے اللہ نے نام لے کر پکارنے کو سختی سے منع فرمایا ہے۔۔۔۔۔ فرمایا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو (۲۵)۔۔۔۔۔ ہاں

ادب گاہے ست زیر آسماں از عرش نازک تر

شاہ ایران خسرو پرویز کے نام مکتوب گرامی لے کر ایک صحابی پہنچے۔۔۔۔۔ خسرو پرویز نے نامہ گرامی پڑھنا شروع کیا۔۔۔۔۔ "من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس"۔۔۔۔۔ اپنے نام سے پہلے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر طیش میں آگیا۔۔۔۔۔ نامہ گرامی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔۔۔۔۔ جب خسر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو جلال نبوت میں فرمایا۔۔۔۔۔ "اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا" (۲۶)۔۔۔۔۔ اور ایسا ہی ہوا نامتہ گرامی کو ریزہ ریزہ کرنے والا خود اپنے بیٹے شیروہ کے ہاتھوں مارا گیا۔۔۔۔۔ سچ کہا ہے

از جسم تو لرزاں، لرزاں دو عالم

د ز زلف تو برہم، برہم نظائے

نام نامی کتنا عظیم ہے۔۔۔۔۔ کتنا پیارا ہے۔۔۔۔۔ کتنا میٹھا ہے۔۔۔۔۔ اس کی مٹھاس کا عالم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے۔۔۔۔۔ نام نامی سن کر پیاسختہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کر گئے۔۔۔۔۔ انجیل برناباس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی تو عرش پر کلمتہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا دیکھا۔۔۔۔۔ دل مچل گیا، آرزوؤں نے کروٹ لی۔۔۔۔۔ **کاش لا الہ الا اللہ** میرے داہنے انگوٹھے پر

آجائے اور اے کاش محمد رسول اللہ میرے باتیں انگوٹھے پر آجائے۔۔۔۔۔ وہاں کیا
 دیر تھی۔۔۔۔۔ ادھر آرزو دل سے نکلی ادھر پوری ہوئی۔۔۔۔۔ داہنے انگوٹھے پر لا الہ الا
 اللہ نورانی حروف میں لکھا ہوا چمک رہا تھا اور باتیں انگوٹھے پر محمد رسول اللہ دمک رہا
 تھا،۔۔۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھے پیساختہ چوم کر آنکھوں سے
 گالتے (۲۷)۔۔۔۔۔ محبت و عشق کے معاملے عقل والوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں، یہاں
 عقل کا گزر نہیں کہ وہ کثیف ہے۔۔۔۔۔ یہاں تو لطافت ہی لطافت ہے۔۔۔۔۔ یہاں
 عقل کے پیماؤں کا چلن نہیں۔۔۔۔۔ یہاں کے زمین و آسمان اور شب و روز ہی اور
 ہیں۔۔۔۔۔ جس نے یہ دنیا دیکھی ہی نہیں اس کو کیا بتایا جائے، کیا سمجھایا جائے؟

عاشق نہ شدی، و محنتِ الفت نہ کشیدی
 کس پیش تو غم نامتہ ہجراں چہ کشاید



حواشی باب اول

- ۱- قرآن حکیم، سورۃ المجادلہ، آیت نمبر ۷
- ۲- قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۱۹
- ۳- قرآن حکیم، سورۃ الحجر، آیت نمبر ۳۰، سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۱، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۵
- ۴- قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۵۸
- ۵- قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۷۷، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۲۵
- ۶- قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۵۸
- ۷- قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۴۳
- ۸- قرآن حکیم، سورۃ الفیل، آیت نمبر ۵-۱
- ۹- ابن جوزی، مولد العروس (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۷۱
- ۱۰- ایضاً، ص ۷۱
- ۱۱- قرآن حکیم، سورۃ الصف، آیت نمبر ۶
- ۱۲- قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۵۴
- ۱۳- قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۴۰
- ۱۴- قرآن حکیم، سورۃ الحجر، آیت نمبر ۲
- ۱۵- قرآن حکیم، سورۃ النج، آیت نمبر ۲۹
- ۱۶- قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱
- ۱۷- روزنامہ السبلہ (سندوی عرب)، شمارہ حکیم شعبان المعظم، ۱۴۱۲ھ
- ۱۸- بدرالدین سرہندی، دھمال احمدی، مطبوعہ مراد آباد، ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۸ء، ص ۴۵
- ۱۹- قرآن حکیم، سورۃ الفصحت، آیت نمبر ۵۳
- ۲۰- قرآن حکیم، سورۃ الانشراح، آیت نمبر ۴
- ۲۱- قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- ۲۲- قرآن حکیم، سورۃ الاسراء، آیت نمبر ۴۳
- ۲۳- قرآن حکیم، سورۃ النور، آیت نمبر ۴۱
- ۲۴- جلال الدین سیوطی، خصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۵۸
- ۲۵- قرآن حکیم، سورۃ النور، آیت نمبر ۶۳
- ۲۶- ڈاکٹر غلام ربانی عزیز، میرت طیبہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲۴۲
- ۲۷- انجیل برناباس، مطبوعہ آکسفورڈ، ۱۹۰۷ء

بِقَوْلِهِمْ

مُؤْتَفَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَيْهِمْ

عَلَيْهِمْ

آمد آمد رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

جب آسمان سجایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ جب زمین بچھائی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ یہاں دن آنے والا ہے؟۔۔۔۔۔ کیا لانے والا ہے؟۔۔۔۔۔ صدیوں تک یہ راز، راز ہی رہا۔۔۔۔۔ آنے والے آتے رہے، جانے والے جاتے رہے۔۔۔۔۔ خوشخبریاں سناتے رہے۔۔۔۔۔ بشارتیں دیتے رہے۔۔۔۔۔ اچانک جہنم کی فضا میں گونج اٹھیں۔۔۔۔۔ ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیظ بیکراں سے ایک گوہر آبدار لایا جس کی پنک دمک سے سب چمکنے واؤں کی چمک ماند پڑ گئی۔۔۔۔۔ اس کے لئے انبیاءِ علیہم السلام سے پہچان محبت لیا گیا۔۔۔۔۔ اس عہد وفا کی یاد دلاتی گئی۔۔۔۔۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كَثِيرٍ وَحِكْمَةٍ تَحْمِلُكُمْ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ لِيَاذَعِبَكُمْ لِيُؤْمِنُوا بِهِ وَلِيَحْضُرَكُمْ
قَالَ أَقْرَبْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَيَّ لِيَأْخُذَكُمْ بِهَذَا قَالُوا أَقْرَبْنَا قَالَ
فَأَشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (۱)

”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لاتے تمہارے یہ اس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی

تصدیق فرماتے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اس کی مدد کرنا" ---- فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا " اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ " سب نے عرض کی " ہم نے اقرار کیا " ---- فرمایا " تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں " ---- یہ اتنا اہم عہد و پیمان تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا

وَ اذْکُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ مِیثَاقَهُ الَّذِی وَاثَقَکُمْ بِہٖ ۱۱ اِذْ
قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا ۱۲ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ۱۳ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

(۲)○

" اور یاد کرو وہ اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا ---- اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے " ---- عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کی پیروی کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بنیاد کعبہ اٹھائی تو دل سے ایک دعا مانگی ---- دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرماتے ہیں ----

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ وَ
یُعَلِّمُہُمْ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ یُزِکِّیْہِمْ ۱۴ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ (۲)○

" اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور

پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے، بے شک تو ہی ہے غالب، حکمت والا" ---- اس آنے والے کے لئے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں ---- جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ (۴)

"اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام "احمد" ہو گا۔"

اسی لئے فرمایا۔ ----

الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا كُنُوا يَكْتُمُونَ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ (۵)

"جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں" ---- اور زرتشت (جس کو مجوسی نبی مانتے ہیں) نے ژنداوستا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی۔

آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہو گا جس کو لوگ "اشزریکا" کہیں گے (۶)

"اشزریکا" کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے ---- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل

وانصاف کا دور دورہ ہو اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زر تشت کی طرح گو تم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا:

نندا میں پہلا بودھ (پینچمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا اور نہ آخری

بودھ ہوں۔۔۔۔۔ اپنے وقت پر ایک بودھ آئے گا جو "میتریا"

کے نام سے موسوم ہو گا۔ (۷)

"میتریا" کے معنی "وہ جس کا نام رحمت ہے"۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ اللعالمین" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ یعنی وہ

جو دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہے تو جانتے والے اس طرح جان جاتے ہیں

جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہچانتے ہیں اسی لئے فرمایا:

الَّذِينَ اتَّخَذْتُمْ آبَاءَهُمْ حَتَّىٰ تَضَعُوا حُقُوقَهُمْ أُولَٰئِكَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۸)

"جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں

جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔۔۔۔۔"

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی جانا پہچانا جا رہا ہو جس

طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا۔۔۔۔۔ تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو حاصل ہے۔۔۔۔۔ زمانہ ہمارے آپ

کے درمیان کوئی پردہ نہ ڈال سکا۔۔۔۔۔ اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج

بھی محققین و مؤرخین اور سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اسی طرح پہچان رہے

ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا۔۔۔۔۔ ہاں ایسا جانا پہچانا سارے

عالم کے لئے بھیجا گیا اور اعلان کر دیا گیا۔۔۔۔۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۖ وَالَّذِي لَهُ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۹)

”تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔۔۔۔۔

دو عالم روز و شب در گفتگوش

ہمہ قرآن در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی نہ تھا۔۔۔۔۔ اتنا عظیم تھا کہ خود خالق کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان جتا رہا ہے اور فرما رہا ہے:-

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ

أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ (۱۰)

”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں

سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں

پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس

سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا

کے اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي

الضُّدُورِ ۗ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ

بِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (۱۱)

”اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے

لئے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہتے
کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے

اور فرمایا -----

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُهِئًا ۝ (۱۲)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر
۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو
ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے
دنیا اور آخرت میں۔“

حس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے
ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں ----- کہیں اس کی حیات
طیبہ کا ذکر ہے (۱۳) تو کہیں اس کے مولد مقدس کا (۱۴) ----- کہیں اس کے حسن و
جمال کا ذکر ہے (۱۵) تو کہیں اس کے مزاج و ہاج کا (۱۶) ----- کہیں اس کے رنج و الم
کا ذکر ہے (۱۷) تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کا (۱۸) ----- کہیں اس کے اخلاق عالیہ
کا ذکر ہے (۱۹) تو کہیں اس کی تعلیمات و وصیہ کا (۲۰) ----- تو کہیں منصب نبوت پر
اس کی سرفرازی کا ذکر ہے (۲۱) تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا (۲۲)
----- کہیں اس کے منازل و مقامات ذکر ہے (۲۳) تو کہیں اس کی محبوبیت اور اقریبیت
کا (۲۴) کہیں اس کے علم فضل کا ذکر ہے (۲۵) تو کہیں اس کی حکمت و دانائی کا (۲۶)
----- کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے (۲۷) تو کہیں سرکاسات (۲۸) اور کہیں

معراج سموات کا (۲۹)۔۔۔۔۔ کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا (۳۰) کہیں
 غزوات کا ذکر ہے (۳۱) تو کہیں فتوحات کا (۳۲)۔۔۔۔۔ کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح
 و نصرت مانگنے کا ذکر ہے (۳۳) تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا (۳۴)۔۔۔۔۔ کہیں اس کی
 رحمت عام کا ذکر ہے (۳۵) تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا (۳۶)۔۔۔۔۔ کہیں اس کی
 شفقت و رحمت کا ذکر ہے (۳۷) تو کہیں اس کے انصاف و عدالت کا (۳۸) کہیں اس کی
 عبادت و ریاضت کا ذکر ہے (۳۹) تو کہیں اس کے اخلاص عمل کا (۴۰)۔۔۔۔۔ کہیں اس
 کی معصومیت کا ذکر ہے (۴۱) تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا (۴۲)۔۔۔۔۔ کہیں اس
 مجلس کے آداب کا ذکر ہے (۴۳)۔۔۔۔۔ تو کہیں اس کی باتوں کا (۴۴)۔۔۔۔۔ کہیں اس کی
 اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے (۴۵) تو کہیں اس سے فدا کارانہ الفت و محبت کا
 ۔۔۔۔۔ اور اس شان کی محبت کا کہ دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے
 لگیں۔۔۔۔۔

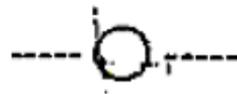
قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ بَرَكْتُمْ فِيهَا وَتِجَارَةٌ تَمْشُونَ كَمَا كَفَرُوا
 مَعَكُمْ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنْهُنَّ وَمَوْلَاهُمْ وَجِهَادٍ فِي
 سَبِيلِهِ فَكَرِهْتُمْ خُلُقِي يَا قَوْمِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا صِرْتُمْ وَآلِهَ لَ يَعْلَمُ
 الْفُرْقَانُ ۝ (۲۶)

”تم فرماد اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی
 اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ
 سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان
 (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے
 زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ

اللہ اپنا حکم لاتے اور اللہ فاسحوں کو راہ نہیں دیتا۔”

اللہ اللہ ! ---- کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے (۴۷) تو کہیں انشراح صدر کا (۴۸) ---- کہیں عطا تے خاص کا ذکر ہے (۴۹) ---- تو کہیں اس کے فضل و کمال کا (۵۰) کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے (۵۱) ---- تو کہیں رفیقان دمساز کا (۵۲) ---- کہیں فرشتوں کے لے جانے کا ذکر ہے (۵۳) تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا (۵۴) ---- الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔

ہمہ قرآن در شان محمد !



چاند چمک رہا ہے، ستارے کھل رہے ہیں، نور کی بھوار پڑ رہی ہے ----
 اچانک غلغلہ مپا ہوا، ایک ندادینے والا ندادے رہا تھا ---- لوگو! صدیوں سے جس
 ستارے کا انتظار تھا، دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہو گیا ---- آج وہ آنے والا آگیا
 ---- وادی مکہ کے سنائے میں یہ آواز گونج گئی، سب حیران، یہ ماجرا کیا ہے؟
 ---- کس کا انتظار تھا کون آرہا ہے؟ ---- ہاں سونے والو! جاگ اٹھو! آنے والا
 آگیا ---- نور کی چادر پھیل گئی، میلوں کی مسافین سمٹ گئیں، بصرائے شام کے
 محلات نظر آنے لگے، (۵۵) سارے عالم میں چاندنا ہو گیا، ہاں، یہ کون آیا سورے
 سورے؟ ---- وہ کیا آتے رحمت کی برکھا آگئی، نور کے بادل چھا گئے، دور دور تک
 بارش ہو رہی ہے، چاندنی بہ رہی ہے، حد نظر تک نور کی چادر تنی ہے، عجب سماں
 ہے، عجب منظر ہے ---- ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا ---- تار یکیاں چھٹ گئیں،
 روشنیاں بکھر گئیں، جدھر دیکھو نور ہی نور، جدھر دیکھو بہا رہی بہا ---- تازگی
 انکڑا سیاں لے رہی ہے، مسرتیں پھوٹ رہی ہیں، رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں،

سارا عالم نہایا ہوا ہے، ذرے ذرے پہ مستی چھانی ہوتی ہے ---- ہاں یہ اجلا اجلا سا سماں، یہ مہکی مہکی سی فضا تیں، یہ مست مست ہوائیں، جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گار ہی ہیں ----

ہاں بہار آئی، بہار آئی ---- زندگی میں بہار آئی، دماغوں میں بہار آئی، دلوں میں بہار آئی، روحوں میں بہار آئی، علم و حکمت میں بہار آئی، تہذیب و تمدن میں بہار آئی، فکر و شعور میں بہار آئی، عقل و خرد میں بہار آئی ---- برسوں کی، تھکڑیاں کٹ گئیں، صدیوں کی پیڑیاں ٹوٹ گئیں، گھٹی گھٹی سی فضا تیں بدل گئیں، مندی مندی سی آنکھیں روشن ہو گئیں، بجھی بجھی سے طبیعتیں سنبھل گئیں، رندگی رندگی سی آوازیں کھنکھانے لگیں ---- ڈوبتے ہوتے ابھرنے لگے، سہمے ہوتے پہکنے لگے، روتے ہوتے ہنسنے لگے۔ صدیوں کے دبے ہوتے، پے ہوتے سرفراز ہونے لگے، خون کے پیاسے محبت کرنے لگے، ہارنے والے جیتنے لگے ---- بکھرے ہوتے خراب یک جا ہو گئے، منتشر قوتیں سمٹ گئیں، ضعیف و ناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان احسن تقویم میں بنایا گیا، " اشرف المخلوقات " کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الہیہ سے سرفراز کیا گیا ---- زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے، سب دیکھنے لگے، سب تکلنے لگے، سب بلا تیں لینے لگے، سب فدا ہونے لگے، سب آرزو تیں کرنے لگے، سب تمنا تیں کرنے لگے ---- وہ کیا آتے کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش و دل ربا معلوم ہونے لگا۔

ہاں آج ان کی آمد آمد کا دن ہے، آج عید کا دن ہے، آج خوشی کا دن ہے ---- ایسا حسین انقلاب آیا کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ---- ایسی بہار آئی کہ دنیا نے اس سے پہلے نہ دیکھی تھی ---- ایسا حسین آیا کہ دنیا نے ایسا حسین تو کبھی نہ دیکھا تھا، ہاں

بے مثالی کی ہے مثال وہ صن خوبی یار کا جواب کہاں؟



عید کا دن ہے، بچے خوشیاں منا رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ جان جاناں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ فاروق اعظم حاضر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ بچوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔۔۔ مگر دیکھتے دیکھتے وہ جان جاں، وہ رؤف و رحیم، رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہا ہے۔۔۔۔۔ چھوڑو چھوڑو، اے عمران بچوں کو چھوڑو۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ "ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے۔ آج ہماری عید ہے" (۵۶)۔۔۔۔۔ اور دیکھتے دیکھتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں اور آپ ہاتھ اٹھاتے پروردگار عالم سے دعا مانگ رہے ہیں۔

"اے اللہ اے پالنہار آسمان سے ہمارے لئے (پکے پکائے کھانے کے) خوان اتار تاکہ وہ ہمارے اگلے اور بچھلوں کے لئے، عید ہو جائے۔" (۵۷)

جس دن آسمان سے کھانا اترے وہ دن "عید" ہو جائے تو غور فرمائیں کہ جس دن وہ جان جاں تشریف لاتے وہ دن عیدوں کی عید کیوں نہ ہو؟۔۔۔۔۔ جس دن رزق اترے وہ دن، عید ہو جائے تو جس دن قاسم رزق اترے تو وہ دن عید کا دن کیوں نہ ہو؟

اللہ کے محبوبوں اور پیاروں کی ولادت کے دن معمولی دن نہیں، رب کریم حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرما رہا ہے۔

"اور سلامتی ہے اس دن جس دن وہ پیدا ہوا" (۵۸)

اور دیکھتے دیکھتے حضرت عیسیٰ صلیہ السلام، ایک طفل شیر خوار، اللہ کی قدرت سے گہوارے میں لیٹے کیا فرما رہے ہیں:-----

”اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا“ (۵۹)

اللہ اللہ! یوم ولادت کا ذکر فرما کر دنیا والوں کو بتادیا کہ دنیا میں آنے والے آتے ہی ہیں مگر ہمارے محبوبوں اور پیاروں کا آنا کچھ اور ہی بات ہے، ان کی زندگی کا یہ دن یاد گار دن ہے، ہاں سلام ہو اس دن پر----- بے شک یہ یاد گار دن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ”پیر“ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”میں پیر ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن ہجرت کی ہے۔“ (۶۰)

جس دن اللہ کے محبوبوں کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ آتا ہے، اس دن کو ایام اللہ میں شمار کر لیا جاتا ہے (۶۱)۔ اور جو واقعہ پیش آتا ہے اس کو شاعر اللہ قرار دیا جاتا ہے (۶۲)۔ سبحان اللہ----- کیونکہ نہ ہو جب وہ کریم ان کا ہاتھ اپنا ہاتھ اور ان کی زبان اپنی زبان قرار دے، تو پھر ان کے دن اس کے دن اور ان کی ادائیں، اس کی ادائیں کیوں نہ ٹھہریں----- یہ ایک رمز محبت ہے جس کو محبت والے ہی سمجھ سکتے ہیں-----



ظہور قدسی ۵۶۹ء میں پیر کے روز ہوا، جب یہ خوشخبری آپ کے چچا ابوہلب کو اس کی کنیز ثویبہ نے سنائی تو ابوہلب نے خوشخبری سننے ہی اس کو آزاد کر دیا (۶۳)۔
----- اللہ اللہ! آپ کی آمد آمد نے سب سے پہلے عورتوں کو آزادی کا مشہدہ سنایا جو صدیوں سے پس رہی تھیں----- یہ پہلا جشن تھا۔ پھر دوسرا جشن آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے منایا اور آپ کا عقیقہ کیا----- جب ہم قرآن حکیم کو

دیکھتے ہیں تو وہاں آپ کی تشریف آوری پر بطور خاص احسان جتایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔
اللہ کی نعمتیں تو بہت ہیں، بے حد و پیشمار ہیں مگر جان نعمت آپ ہی ہیں، اسی لئے
احسان جتایا جا رہا ہے اور ارشاد ہو رہا ہے۔

”یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک عظیم

الشان رسول بھیجا۔“ (۶۳)

یہی نہیں بلکہ اس انعام و احسان عظیم کا چرچا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔

وَأَعَابِنِعْمَةَ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“ (۶۵)

چرچا بھی کرو، خوشیاں بھی مناؤ شادیاں بھی رچاؤ۔۔۔۔۔ ارشاد ہو رہا ہے۔
”اے لوگوں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آتی اور دلوں
کی صحت اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے۔۔۔۔۔ آپ فرمادیتے کہ اللہ ہی کے
فصل اور اس کی رحمت (سے ہے) اس پر چاہتے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن
دولت سے بہتر ہے۔“ (۶۶)

پیشک آپ کی ذات قدسی سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ صحیحی تو یہ اعلان فرمایا۔
”آپ فرمادیتے، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی، اور
تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں
ڈر ہے، اور تمہاری پسند کے مکان۔۔۔۔۔“ یہ چیزیں اللہ، اس کے رسول اور
اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں توں راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لاتے اور اللہ
فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔“ (۶۷)

اللہ اللہ! ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گناہیں دنیا میں آنے والے ہر انسان
کا دل جن میں الجھتا ہے۔۔۔۔۔ ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے۔۔۔۔۔ ایک ایک

چیز دل لہجاتی ہے مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہوں گی، سب چیزوں سے دل ہٹانا ہو گا۔۔۔۔۔ بس اسی سے دل لگانا ہو گا۔۔۔۔۔ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَ

وَلِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے

باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔“

(۶۸)

ہاں محبت نہیں تو کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ساری عبادتیں ساری ریاضتیں، ساری شب بیداریاں، زہد و تقویٰ کی ساری داستانیں۔۔۔۔۔ سب بیچ ہیں۔۔۔۔۔

تمہیں ہو روح و روان ہستی، سکوں نظر کا، دلوں کی مستی ہے دو جہاں کی بہار تم سے، تمہیں سے پھولوں میں تازگی ہے



ہاں ذکر تھا ولادت باسعادت پر خوشیاں منانے اور شادیاں رچانے کا۔۔۔۔۔ ۶۱۰۔ میں حضور انور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اور اسی کے ساتھ پھر اپنا عقیدہ کیا (۶۹) اور اس طرح گویا جشن ولادت منایا۔۔۔۔۔ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اپنا حسب و نسب اور حالات زندگی بیان فرمائے (۷۰)۔۔۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ولادت فرمایا (۷۱)۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات بیان فرمائے (۷۲)۔۔۔۔۔ صحابہ کرام کو حکم دیا

اور انہوں نے آپ کا ذکر ولادت اور شمائل و فضائل بیان فرماتے اور آپ نے خود سماعت فرماتے۔۔۔۔۔ دربار رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد صحابہ نے نعتیہ قصائد پیش کئے، آپ خوش ہوئے دعائیں دیں (۳)۔۔۔۔۔ ۹ / ۶۳۰۔ میں غزوہ تبوک سے واپسی پر سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں، آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے ہیں اور ذکر ولادت کے لئے اجازت طلب فرما رہے ہیں۔۔۔۔۔ دربار رسالت مآب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملی۔ خوشی خوشی، لہک لہک کے یہ منظوم "مولود نامہ" پیش فرما رہے ہیں:-

○۔۔۔۔۔ آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزل مخصوص میں تھے

جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

○۔۔۔۔۔ پھر آپ بلاد میں اترے، اس وقت آپ نہ بٹرتے

نہ گوشت پوست اور نہ خون بستہ۔

○۔۔۔۔۔ بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے

بت "نسر" کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا۔

○۔۔۔۔۔ آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ یوں

ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے۔

○۔۔۔۔۔ آپ آتشِ ظلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے، جب ان

کے صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے؟

○۔۔۔۔۔ تاآں کے آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند

مرتبہ ہے۔

○۔۔۔۔۔ جب آپ پیدا ہوئے، آپ کے نور سے زمین چمک

اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

○ ----- تو اب ہم اس ضیاء نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں

پر چل رہے ہیں۔ (۴۳)

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ پہلا ذکر ولادت تھا جس کا سلیقہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہم کو سکھایا۔۔۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت اور آپ کے فضائل و شمائل بیان فرمائے (۴۵)۔۔۔۔۔ اور ذکر رسول کی محفل سجانے کا سلیقہ جلیل القدر امام، حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا۔ جب آپ محبوب کی باتیں سنا تے اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو کیا کرتے؟

توجہ فرمائیے اور ذرا غور سے سنئیے۔

پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلے اور ڈھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے،۔۔۔۔۔ آپ کے لئے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا۔۔۔۔۔ اس وقت باہر تشریف لاتے اور اور نہایت خضوع و خشوع سے اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث شریف بیان کرتے اگر سلگاتے اور اس تخت پر اس وقت بیٹھتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی۔

عرض کیا گیا، ”آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟“۔۔۔۔۔ فرمایا:

”مجھے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے، میں بغیر وضو

اور سکون و وقار کے حدیث بیان نہیں کرتا۔“ (۴۶)

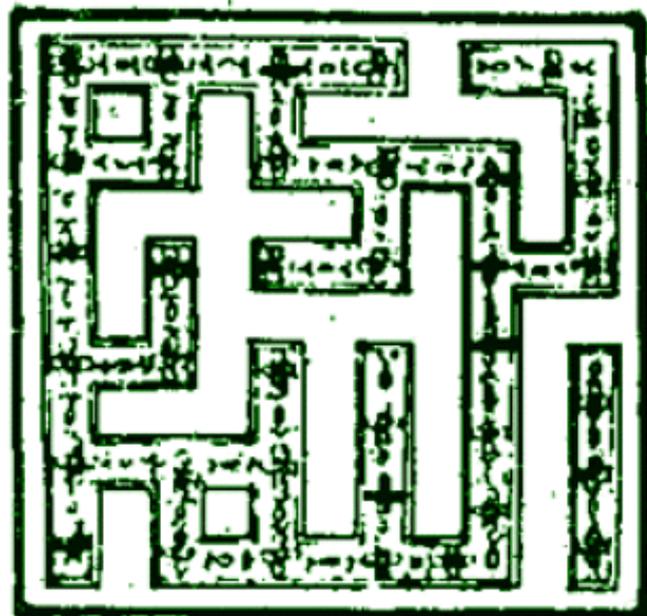
اللہ اللہ ! یہ تھے امام دارالہجرت، امت کے مسلم امام جنہوں نے عمر بھر امت

مسئلہ کو قرآن و حدیث کا درس دیا۔ اگر ادب سیکھنا ہے تو ان سے سیکھیے، اگر تعظیم کا سلیقہ سیکھنا ہے تو ان سے سیکھیے۔۔۔۔۔ یقیناً یہ ایک فریضہ ہے جو ہر عاشق کو ادا کرنا ہے۔ اس لئے یہ سلسلہ آگے بڑھا گیا اور رفتہ رفتہ قانون الہی کے مطابق منظم و مربوط ہونا گیا۔۔۔۔۔ خلفائے راشدین تابعین، تبع تابعین اور علمائے امت نے سنتوں کو ایک نظم دیا۔۔۔۔۔ گھر بنانے والے نے گھر بنایا اور سجانے والوں نے اس کو خوب سجایا اور سجانے کا حق ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور ان پر اپنی بیکراں رحمتیں نازل فرماتے، آمین!

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری چوتھی ہجری میں نظم میں آچکی تھی پھر آج سے سات سو برس پہلے ایک نیک باطن اور مستقی انسان عمر بن ملاح محمد موصی علیہ الرحمہ نے اس کو باضابطہ قائم کیا (۷۷)۔۔۔۔۔ ان کی پیروی میں مجاہد کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی کے عزیز سلطان اربل ملک ابو سعید مظفر الدین نے ساتویں صدی میں سرکاری سطح پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔۔۔۔۔ ابن خلکان اربلی شافعی (م۔ ۶۸۱ھ / ۱۲۸۳ء) اس جشن کے عینی شاہد ہیں (۷۸)۔۔۔۔۔ تاریخ مرآة الزماں کے مطابق اس جشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے (۷۹)۔۔۔۔۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک جلیل القدر عالم ابو الخطاب عمر بن حسن دحبہ کلبی اندلسی (م۔ ۶۳۰ھ / ۱۲۳۲ء) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا "التنوير في مولد السراج المنير" یا "التنوير في مولد البشير والنذير" (۸۰) عالم موصوف (۶۰۴ھ / ۱۲۰۷ء) میں سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی جس پر ان کو ایک ہزار اشرفیاں انعام میں ملیں (۸۱)۔۔۔۔۔ شاہان اسلام کے دل میں میلاد پاک کی یہ قدر و منزلت تھی۔۔۔۔۔ سلطان اربل کے علاوہ دوسرے بادشاہوں نے بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا مثلاً

شاہ مصر نے یہ جشن منایا جس کے معنی شاہد علامہ ابن جزری ہیں، وہ اس جشن میں شریک ہوتے (۸۲)۔۔۔۔ اس جشن میں ایک ہزار مسقال سونا خرچ کیا جاتا تھا۔۔۔۔ سلطان ابو حمزہ موسیٰ تلمسانی اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے (۸۳)۔۔۔۔ اس جشن کی تفصیل ابو عبد اللہ تونسلی ثم تلمسانی نے اپنی تصنیف راح الارواح میں بیان کی ہے۔۔۔۔ الغرض جشن ولادت کا یہ مبارک سلسلہ آج سے نہیں، صدیوں سے جاری ہے اور اس کی بنیاد عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑ چکی تھی۔ مسلمانوں کی اسی میں سعادت ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کریں۔ ہاں

از خیال خویشن بیخوش شو، بیگانہ باش
در خیال حضرت جانانہ شو، جانانہ باش



حواشي باب دوم

- ١ - قرآن حکیم، سورة آل عمران، آیت نمبر ٨١
- ٢ - قرآن حکیم، سورة المائدہ، آیت نمبر ٤
- ٣ - قرآن حکیم، سورة البقرہ، آیت نمبر ١٢٩
- ٤ - قرآن حکیم، سورة الصف، آیت نمبر ٦
- ٥ - قرآن حکیم، سورة الاعراف، آیت نمبر ١٥٤
- ٦ - ابن حزم، کتاب الفضل فی الملل والادوار والنحل، مطبوعہ قاہرہ، ١٣١٤ھ، ص ٨
- ٧ - مناظرہ احسن گیلانی، النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی، ص ٥٠-٥١
- ٨ - قرآن حکیم، سورة الانعام، آیت نمبر ٢٠
- ٩ - قرآن حکیم، سورة الاعراف، آیت نمبر ١٥٨
- ١٠ - قرآن حکیم، سورة آل عمران، آیت نمبر ١٦٣
- ١١ - قرآن حکیم، سورة یونس، آیت نمبر ٥٤
- ١٢ - قرآن حکیم، سورة الاحزاب، آیت نمبر ٥٤-٥٦
- ١٣ - قرآن حکیم، سورة الحجر، آیت نمبر ٤٢
- ١٤ - قرآن حکیم، سورة البلد، آیت نمبر ١
- ١٥ - قرآن حکیم، سورة الصحنی، آیت نمبر ١
- ١٦ - قرآن حکیم، سورة آل عمران، آیت نمبر ١٥٩
- ١٧ - قرآن حکیم، سورة الانعام، آیت نمبر ٣٣
- ١٨ - قرآن حکیم، سورة البقرہ، آیت نمبر ١٤٢
- ١٩ - قرآن حکیم، سورة لقم، آیت نمبر ٢
- ٢٠ - قرآن حکیم، سورة الاعلیٰ، آیت ٦، سورة العلق، آیات ١-٥، سورة النجم، آیت ٥
- ٢١ - قرآن حکیم، سورة الاعراف، آیت ١٥٨، سورة السبا، آیت ٢٨
- ٢٢ - قرآن حکیم، سورة یونس، آیت نمبر ٥٨
- ٢٣ - قرآن حکیم، سورة بنی اسرائیل، آیت ٤٩، سورة الاحزاب، آیت ٢٠
- ٢٤ - قرآن حکیم، سورة النساء، آیت ٦٢، سورة البقرہ، آیت ١٤٢، سورة الاحزاب، آیت ٦، سورة النحل، آیت ٨٩
- ٢٥ - قرآن حکیم، سورة التکویر، آیت نمبر ٢٢، سورة النساء، آیت نمبر ١
- ٢٦ - قرآن حکیم، سورة الحجہ، آیت نمبر ٢
- ٢٧ - قرآن حکیم، سورة المائدہ، آیت نمبر ١٥
- ٢٨ - قرآن حکیم، سورة بنی اسرائیل، آیت نمبر ١
- ٢٩ - قرآن حکیم، سورة سورة النجم، آیات ٦-١٨، سورة التوبہ، آیت ٢٠
- ٣٠ - قرآن حکیم، سورة الفتح، آیات ١٠-١٨
- ٣١ - قرآن حکیم، سورة آل عمران، آیات ١٣، سورة التوبہ، آیت ٢٠

- ٣٢- قرآن حكيم، سورة النصر، آيت ٢، سورة
الفتح، آيت ١
- ٣٣- قرآن حكيم، سورة البقرة، آيت ٨٩
- ٣٤- قرآن حكيم، سورة التوبة، آيات ٥٩،
٤٩
- ٣٥- قرآن حكيم، سورة الانبياء، آيت ١٠٤
- سورة الانفال، آيت ٣٣
- ٣٦- قرآن حكيم، سورة الفتح، آيت ٩،
سورة الاعراف، آيت ١٥٤، الحجرات
آيات ١-٢
- ٣٧- قرآن حكيم، سورة التوبة، آيت ٦
- ٣٨- قرآن حكيم، سورة النساء، آيت ٦٥
- ٣٩- قرآن حكيم، سورة المزل، آيات ٢-٣
٢٠٠
- ٤٠- قرآن حكيم، سورة السبا، آيت ٢٤
- ٤١- قرآن حكيم، سورة النجم، آيت ٢
- ٤٢- قرآن حكيم، سورة النجم، آيت ٢٢،
الاحزاب، آيت ٢١
- ٤٣- قرآن حكيم، سورة النور، آيت ٦٣
- ٤٤- قرآن حكيم، سورة النجم، آيت ٣
- ٤٥- قرآن حكيم، سورة الاعراف، آيت ٦٣
١٥٨، سورة آل عمران، آيت ٦٣
٣١-٣٢، سورة الحشر، آيت ٤
- ٤٦- قرآن حكيم، سورة التوبة، آيت ٢٤
- ٤٧- قرآن حكيم، سورة الانشراح، آيت ١
٤٨- قرآن حكيم، سورة الانشراح، آيت ٢
٤٩- قرآن حكيم، سورة الكوثر، آيت ٣
- ٥٠- قرآن حكيم، سورة الاحزاب، آيت ٢٠
سورة الفتح، آيت ٣، سورة النساء،
آيت ٦٢، سورة بني اسرائيل، آيت
٨٤
- ٥١- قرآن حكيم، سورة الاحزاب، آيت ٢٢
٣٢
- ٥٢- قرآن حكيم، سورة التوبة، آيت ٣٠،
سورة الفتح، آيت ٢٩
- ٥٣- قرآن حكيم، سورة القدر، آيت ٢
- ٥٤- قرآن حكيم، سورة الجن، آيات ٢٠١
٥٥- ابو الفداء عماد الدين اسماعيل ابن كثير:
ميلاد مصطفى (ترجمه مولانا افتخار احمد
قادري)، مطبوعه لاهور، ١٩٨٥، ص
١٢-١٣
- ٥٦- اشرف علي تھانوي: السردر بظهور النور،
مطبوعه ساذهوره، ص ٢٣
- ٥٧- قرآن حكيم، سورة المائدة، آيت ١١٢
- ٥٨- قرآن حكيم، سورة المريم، آيت ١٥
- ٥٩- قرآن حكيم، سورة المريم، آيت ٣٣
- ٦٠- (١) مسلم بن حجاج قشيري: مسلم شريف،
ج ١ ص ٤
- (ب) ابن الحسن علي الجزري ابن اشير: اسد
الغالب في معرفة الصحابة، مطبوعه لاهور،
١٩٨٤، ج ١، ص ٢٢٠، ٢٢١
- ٦١- قرآن حكيم، سورة الابراهيم، آيت ٥
- ٦٢- قرآن حكيم، سورة البقرة، آيت ١٢٥،
سورة آل عمران، آيت ٩٤
- ٦٣- (١) ابو الفضل شهاب الدين احمد علي ابن حجر

- عسقلانی : فتح الباری، شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۱۱۸
 ۷۰۔ (د) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی : ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۷-۶۶۰
 (ب) مسلم بن حجاج قشیری : مسلم شریف، ج ۳، ص ۴۱۷
 (ج) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب ترمذی : مشکوٰۃ شریف، ج ۳، ص ۱۱۹
 ۷۱۔ (د) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری شریف، ج ۲، ص ۲۸۳-۲۸۲
 (ب) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۸۸، ۲۸۹
 ۷۲۔ علامہ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶
 ۷۳۔ محمد بن علوی المالکی الحسینی : حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء
 ۷۴۔ ابو الفدار عماد الدین اسماعیل ابن کثیر : میلاد منطفی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۲۹، ۳۰
 ۷۵۔ ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ج ۳، ص ۱۳۳-۱۳۲
 ۷۶۔ ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ج ۳، ص ۱۳۰
 ۷۷۔ (د) محمد بن علی یوسف دمشقی شامی : سبل الہدی والارشاد فی سیرۃ خیر العباد (ب) عبدالحق مہاجر مکی : الدرر المنظم فی
 عسقلانی : فتح الباری، شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۱۱۸
 (ب) عبدالرزاق صفائی : مصنف، ج ۷، ص ۴۷۸
 (ج) بدر الدین عینی : عمدہ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۹۵
 ۷۴۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴
 ۷۵۔ قرآن حکیم، سورۃ النضحی، آیت نمبر ۱۱
 ۷۶۔ قرآن حکیم، سورۃ یونس آیات نمبر ۵۷، ۵۸
 ۷۷۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۲۴
 ۷۸۔ (د) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۰۴
 (ب) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۱۴۰
 (ج) ابو الحسن مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری : مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۴۰، ۱۴۱
 ۷۹۔ شاد احمد سمید مہاجر مدنی : اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۲۳ (د)
 امام ابو عیسیٰ ترمذی : ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۶۰-۶۸۴ (ب) مسلم بن حجاج قشیری : مسلم شریف، ج ۳، ص ۴۱۷
 (ج) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، ج ۳، ص ۱۱۹

- ۷۱۔ (۱) ایضاً ص ۳۳ (ب) جلال الدین سیوطی
: حسن المقصد فی عمل المولد
۸۲۔ عبد السمیع رامپوری : انوار ساطعہ
(۱۳۰۷ھ)، مطبوعہ مراد آباد، ص ۲۶۱
۸۳۔ شیخ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ،
مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

- حکم عمل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۷۸۔ قاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلیفان
: دغیات الاعیان انہاء ایثار الزمان، مطبوعہ
قاہرہ، ۱۸۴۷
۷۹۔ علامہ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ،
مطبوعہ لاہور، ص ۳۳
۸۰۔ علامہ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ،
مطبوعہ لاہور، ص ۳۳



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳

سراپائے محبوبِ ربِّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے لیکن دنیائے
عشق و محبت کا یہ عجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی جل مجدہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا چاہنے والا
اس کے محبوب کو چاہے اور اس چاہت کے صلے میں خود اس کا محبوب بن جائے،
سبحان اللہ!

آیہ کریمہ **مُحِبِّكُمْ** اللہ میں اسی رمز محبت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ہاں

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ کے آگے جھکنا کچھ اتنا مشکل نہیں، مشکل یہ ہے کہ جس کے آگے وہ جھکاتے

اس کے آگے خوشی خوشی جھکا جاتے۔۔۔۔۔ ابلیس یہ راز توحید نہ سمجھ سکا اور اسی

آزمائش محبت میں مارا گیا۔۔۔۔۔ راز توحید سراسر عشق ہے، توحید خالص یہی ہے کہ

اس کے آگے اس طرح جھکتے کہ جہاں وہ جھکاتے، جھکتے چلے جاتے۔۔۔۔۔

بمصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

مذہب عالم کو دیکھتے اور پیشوایان مذہب کے حالات تلاش کیجئے یا تو وہ معدوم

ہو گئے یا مسخ ہو کر رہ گئے۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

مبارکہ کو دیکھتے ایک ایک بات اور ایک ایک ادا محفوظ ہے اور یہی آپ کی سیرت

شریفہ کا اعجاز ہے، نہ صرف یہ کہ حیات طیبہ کتابوں میں محفوظ ہے بلکہ چودہ سو برس گزر جانے کے بعد آج بھی عرفاء و اولیاء کی پاک زندگیوں میں سیرت پاک کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ ایسی جیتی جاگتی سیرت سے روگردانی نوع انسانی کی بد نصیبی ہوگی، خوش نصیب وہی ہے جو عرفان محمدی حاصل کر کے سعادت ابدی سے بہرہ یاب ہو لیکن عرفان محمدی مطالعہ و مشاہدہ انوار نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔
 شیخ احمد جو ادالدومی علیہ الرحمہ نے الاتحاف الربانیہ کے مقدمے میں کیا خوب فرمایا ہے:-

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جلیلہ کی معرفت آپ کے عرفان عظمت کا وسیلہ ہے۔۔۔۔۔ آپ کی عظمت، تعظیم شریعت کا۔۔۔۔۔ تعظیم شریعت عمل کا۔۔۔۔۔ اور عمل، سعادت ابدی کا۔“ (۲)

حضرت ابو عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے عاشقان مصطفیٰ، جان نثاران مجتبیٰ اور فداکاران مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عظیم الشان کتاب ”شما تل المحدثیہ“ تالیف فرما کر فرقت کے ماروں کو لذت وصال سے آشنا کر دیا اور اب وہ اس جانِ جان کو دیکھ کر ہنس بھی رہے ہیں اور رو بھی رہے ہیں۔

شب وصل میں شمع ساں مجھ کو آہ
 جلاتے، ہنساتے، رلاتے ہیں آپ (عمگین)

اور ایک شہید وفا کی نظر جو شما تل محمدیہ پر پڑتی ہے تو وہ بھی پڑھ پڑھ کر سناتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے:-

ہے اور محبت میں کمال جب پیدا ہو گا، جب اغیار سے منہ پھیر لیا جائے اور صرف ان کی غلامی اختیار کی جائے۔ عاشقان رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے یہ بعید ہے کہ **يُوْ**
اَكُوْنَ مِّنْ حَاَدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی)

ظہوری نے کیا خوب کہا ہے۔

شده است سینہ ظہوری پر از محبت یار
برائے کینہ۔ اغیار در دلم جانیت

عجب نکتہ بیان کر گیا، وہ کہتا ہے کہ حسین دل میں محبوب جلوہ آرا۔ ہو اس دل میں اغیار کی محبت تو درکنار اس کی دشمنی بھی جگہ نہیں پاسکتی کہ دشمنی بھی تعلق کی ایک صورت ہے۔۔۔۔ اللہ اکبر! یہ ہے کمال محبت کہ خانہ۔ دل میں محبوب کے نوا کوئی نہ ہو

بے حجابانہ در آ از در کاشانہ ما
کہ کے نیست بجز درد تو در خانہ ما

جب تک محبت میں کمال پیدا نہیں ہوتا زندگی، زندگی نہیں بنتی، اسی لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلَا لَا اِيْمَانَ لِّمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِّمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ اَلَا لَا اِيْمَانَ لِّمَنْ

لَا مَحَبَّةَ لَهٗ

اے کہ تو کہ از نام تو می بارد عشق
از نامہ و پیغام تو می بارد عشق
عاشق شود آنگہ کہ بکویت گردد
آرے زور و بام تو می بارد عشق

آیتے حریم جانان میں چلیں اور جانِ جاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھیں۔

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ (۵)

ہوا عبیر فشان است و ابر گوہر بار
جلوس گل بہ سریر چمن مبارک باد (غالب)

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ چاند تھا لیکن بے نور سا۔۔۔۔۔ تارے تھے لیکن
بجھے بجھے سے۔۔۔۔۔ آفتاب تھا لیکن ڈوبا ڈوبا سا۔۔۔۔۔ عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے، دل اجڑ
گئے تھے اور خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن ویران کر دیئے تھے کہ اچانک۔

یوں افق در افق جھلملاتی شفق
شب پہ صبح طرح شب خوں مارا گیا
اور پھر نور کا ایسا تڑکا ہوا
ہر طرف انقلاب حسین آگیا



سبیل انوار رحمت رواں جو ہوا
نور ہی نور تھا جس طرف دیکھتے
دیدہ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوتے
جلوہ طور تھا جس طرف دیکھتے (کاوش)

ہاں وہ آنے والا آگیا جس کا روز اول سے اشتکار تھا، کیسا حسین، کہ دل کھینچے جا

رہے تھے۔۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرما رہے ہیں۔

لَمْ أَرَقْبَلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ (۱)

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

(رضنا)

اور یہی بات خود خالق حسن و جمال کہہ رہا ہے۔۔۔۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (۲) اس
جیسا ہونا تو بڑی بات ہے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا بھی کوئی نہیں۔۔۔۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوبی یار کا جواب کہاں !

اور حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ

اے مثل تو درجہاں نگارے

یزداں دگرے نہ آفریدہ

(جگر)

حسن و جمال کی جذب و کشش کا یہ عالم تھا کہ پیشانیاں جھکنے کے لئے بے قرار

تھیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بہ قرار

روکیتے سر کو روکیتے ہاں یہی امتحان ہے

(رضنا)

جسم مبارک کیا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ چاندی میں ڈھالا گیا ہے، چمکتا ہوا مہکتا ہوا۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے

بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

(رضنا)

رنگ مبارک سنہری بھی، روپہلی بھی،۔۔۔۔ ایسا پرکشش کہ بس دیکھے جاسیے۔

نمک آگین صباحت پہ لاکھوں سلام

قد مبارک نہ بہت دراز نہ بہت بہت، بس درمیانہ نہایت ہی موزوں۔

قدے کہ طوباش ادنیٰ غلامے (جگر)

روئے مبارک کی بات نہ پوچھیے۔۔۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَتَلَاءُ لَوْ وَجْهَهُ ثَلَاثُ لَوْ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (۸)

(پہرہ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودہیں کا چاند چمکتا ہے)

حسن بے داغ کے صدقے جاؤں

یوں دکتے ہیں دکنے والے (رضا)

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَهُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔۔۔۔۔ (۹)

(نہیں نہیں چاند سے زیادہ حسین)

حسن مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہے

اس سے یہ مرا مہ خورشید جمال اچھا ہے

مگر کاوش کی تشبیہ نہایت عالی ہے، وہ کہتے ہیں:

پہرہ حضور کا ہے قرآن کھلا ہوا

ہر اک ادا ہے رفعت عرفاں لے ہوتے کاوش

سر مبارک موزوں، بڑا اور بھاری۔۔۔۔۔ مومنے مبارک نہ گھنگریالے، نہ سخت،

بس گرہ گیر۔۔۔۔۔

صفا از عقدہ دلہا است آں زلف محقّدا

بجہ اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را

کسبھی کانوں کی لوبک جھولتے رہتے اور کسبھی شانوں کو چوم چوم لیتے۔۔۔۔۔ کسبھی دو
دو زلفیں پڑی ہیں، کسبھی چار چار گیسو بکھرے ہیں۔

زلف سیاہیں صد دل بدامے (جگر)

کسبھی مانگ نکلی ہے کسبھی مانگ نکالی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ روزانہ نہیں ایک دن بیچ کر
کے۔۔۔۔۔ جسبیں مبارک نہایت کشادہ اور چمکدار۔

لوح جبینش ماہ تمامے جگر

چشم مبارک نہایت سیاہ اور سفیدی میں سرخ ڈورے۔

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے

ہر ہر نظر ہے نشہ ایمان لئے ہوئے (کاوش)

ہمیشہ جھکی جھکی رہتیں

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود (رضا)

ابروتے مبارک لمبی لمبی اور انتہائی خوبصورت، کمان کی طرح خمیدہ یا ہلالین عیدین

۔۔۔۔۔ مڑگان مبارک بڑی بڑی۔

آں تیغ ابرو واں تیر مڑگان

آمادہ ہر یک بر قتل عامے (جگر)

بہنی مبارک نہایت اونچی اور دیکھنے والوں کو تو بہت ہی اونچی معلوم ہوتی

اونچی بہنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام (رضا)

رخسار مبارک ہموار و تاباں۔

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملاتے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام (رضا)

دہن مبارکہ کشادہ، چشمنہ علم و حکمت ---- برہان الہی۔
دندان مبارک نہایت چمکیلے ---- اگلے دانتوں میں جھری ہے، جب ہنستے ہیں تو
چمک اٹھتے ہیں ---- بس اسی جلوہ جواہر کو قہقہہ کہہ لیجئے یا کھلکھلا کر ہنسا۔

دندان پاک سے ہیں دیکتے گہر بھی ماند
اور لب خراج لعل بدخشاں لیتے ہوتے (کاوش)
ریش مبارک گھنی تھی ---- چند بال سفید، باقی سیاہ اور سیاہی مائل سرخ۔

مہ کو گھیرے ہوتے ہے سنہری کرن
یا لب جو ہے خورشید پر تو گلن
موج دریا رواں ہے کنار چمن
خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام (اختر)

دونوں شانوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا ---- اس کے بیچوں بیچ چاندی کی طرح
صاف شفاف صراحی دار گردن اور اس کے بالکل پیچھے مہر نبوت، نور علی نور۔

حجر اود کعبہ۔ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام (رضا)

ہتھیلیاں چڑ گوشت، ریشم سے زیادہ نرم و ملائم ---- کلاتیاں لمبی لمبی جس پر
دست کرم پھیرا شفا یاب ہوا، انگشت مبارک لمبی لمبی، سینہ مبارک فراخ و کشادہ،
شکم مبارک سینے سے بالکل ہموار، پاتے مبارک چڑ گوشت اور گہرے اور خرام ناز، ایسا

کہ شرماتے شرماتے، جھکے جھکے، جیسے نشیب سے فراز کی طرف جا رہے ہوں، بظاہر آہستہ آہستہ مگر تیز تیز۔

عرشِ حسنِ خوبی رفتار کا پامال ہوا
 دو قدم چل کے دکھا سرو خراں ہم کو (رضا)
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہتے اور دل کی کلیاں کھلاتے رہتے تھے۔

حسنِ تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
 پھر دکھا دے وہ ادا گل خنداں ہم کو (رضا)
 ----- یہ تبسم پہناں شاہ و وزیر، علماء و مشائخ، حاکم و افسر سب کے لئے ایک درسِ عظیم ہے، یہ سمجھنا کے عظمت کا راز منہ بورتے میں مخفی ہے، خام خیالی ہے، عظیم وہی ہے جس کی ٹھوکریں دولت دنیا ہو پھر بھی وہ مغرور نہ ہو، مسکراتا رہے۔

تیرے ہونٹوں کے تبسم پہ نچھاور مہ نو
 سرکارِ مجلس میں ایسے شرماتے شرماتے بیٹھتے تھے کہ کوئی کیا بیٹھے گا -----
 آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے تھے ----- یہ بے حیائی تہذیبِ جدید نے ہم کو سکھاتی ہے ----- دزدیدہ نگاہی شیوہ مرغوب تھا۔

ہر عشوہ او شیریں مقامے
 ہر غمزہ او رنگیں پیامے (جگر)

گفتگو فرماتے تو صاف صاف، ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے ----- ہر بات تین دفعہ دہراتے کہ سمجھنے والا اچھی طرح سمجھ لے، نہ ضرورت سے زیادہ گفتگو فرماتے اور نہ ضرورت سے کم ----- لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بولنے پر آتیں تو

بولتے چلے جاتیں، لکھنے سے جی چراتے ہیں اور عمل سے بیگانہ ہیں، وہ سراپا کتاب تھے، وہ سراپا عمل تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ بہت عالی تھے، خود خالق کائنات فرما رہا ہے

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ ۝ (۱۰)

----- آپ کے اخلاق حسنہ سے متعلق بہت سی آیات ہیں ----- آپ نرم طبیعت تھے، نہ کسی کی مذمت فرماتے اور نہ کسی کا عیب بیان فرماتے، اجنبی مسافر کی بد تمیزیوں کو برداشت فرماتے، کوئی بھی کچھ مانگتا فوراً عطا فرمادیتے، ایک مرتبہ ایک صحابی نے چادر طلب کی، عنایت فرمادی، دوسرے صحابی نے ان سے کہا یہ کیا کیا؟ ----- فرمایا "اوڑھنے کے لئے نہیں لی، ارے یہ تو کفن کے لئے لی ہے" چنانچہ ان صحابی کو اسی چادر میں کفنایا گیا ----- اللہ اللہ، صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا عشق تھا!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و ریاضت کا حال نہ پوچھتے ----- نفل پڑھتے پڑھتے پاؤں مبارک و راجاتے، عرض کیا جاتا تو ارشاد فرماتے۔

أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا (۱۱)

اللہ اللہ! کیا نیاز مندی ہے ----- اول رات آرام فرماتے پھر بیدار ہو جاتے اور نوافل پڑھتے رہتے ----- نماز فجر سے قبل تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر بیدار ہو جاتے اور نماز ادا کرتے، اس کے بعد اشراق و چاشت کے نوافل پڑھتے ----- نوافل اتنی دیر میں ادا فرماتے کہ جو صحابی شریک ہوتا تھا تھک تھک جاتا تھا ----- نوافل میں کبھی ایک رکعت میں سورہ بقرہ کی قرأت فرماتے اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پھر ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے ----- رکوع و سجد میں اتنی ہی تاخیر فرماتے

جتنی قیام میں ----- غور تو کیجئے یہ دو نفل کتنے گھنٹوں میں پورے ہوتے ہونگے
----- روزے رکھتے تو مسلسل روزے رکھتے چلے جاتے، سمجھنے والے یہ سمجھتے کہ
شاید اب افطار نہ فرمائیں گے ----- کس میں ہمت ہے جو ہمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) کا مقابلہ کرے ----- سینتے سینتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیا فرما
رہی ہیں

وَ اَيُّكُمْ يَطِيئُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطِيئُ (۱۲)
”تم میں کون ایسی طاقت و سکت رکھتا ہے جتنی طاقت و سکت رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم رکھتے ہیں؟“

اللہ اللہ! جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی جیسے
جوش مارتی پتیلی سے آتی ہے ----- کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک آیت پڑھتے پڑھتے
ساری ساری رات گزر جاتی“

تہجد کی جاگی نگاہوں کا صدقہ
مرے بخت خفتہ کو آکر بگا دے (کاوش)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک رات جو نفل پڑھنے
کھڑے ہوئے تو ساری رات یہ آیت شریف پڑھتے رہے۔

إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۗ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۱۳) ○
ہاں -----

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر دیا
نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ (جگر)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرأت فرماتے تو صاف صاف، ٹھہر ٹھہر کر ----- راگ کی

طری آواز کو چکر نہ دیتے جس طرح ہمارے اکثر قاری حضرات کو عادت سی ہو گئی ہے، حلق سے بنا بنا کر تتی تتی آوازیں نکالتے ہیں اور اس طری گناتے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے۔۔۔۔۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تلاوت نہ فرماتے، فتح مکہ کے موقع پر اونٹنی پر سوار ہیں اور وجد میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے ہیں:-

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (۱۴)

شمع رسالت کے گرد پروانے جمع ہیں۔۔۔۔۔ عجب دل آرا منظر ہے۔۔۔۔۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جائیں گے تو سرکار کی آواز میں یہ آیت کریمہ سناتا۔۔۔۔۔ اللہ اکبر کیا کشش تھی کہ جن و ہنر سب کھینچے چلے آتے تھے کبھی کبھی صحابہ سے تلاوت کی فرمائش کرتے۔۔۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کی مجلس میں بیٹھے قرآن سنا رہے ہیں کہ۔۔۔۔۔

إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَمْصَعَهُ مِنْ غَيْرِي (۱۵)

”دل چاہتا ہے کہ حدیث یا کسی دوسرے کی زبان سے سنوں“

ہاں سناؤ، سناؤ۔۔۔۔۔ تلاوت ہو رہی ہے، آنسو بہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ ذرا غور کیجئے ارشاد فرمایا ”من غیری“۔۔۔۔۔ کہ آپ کی تلاوت، تلاوت عین ہے غیر نہیں:-

حدیث حسن و مستاتی درون پردہ پہاں بود

بر آمد شوق از غلوت نہاد این راز بر صحرا (ظہیری)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رقت کا یہ عالم تھا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت رکنی ہے چادر اٹھاتے ہیں اور پیشانی چوم رہے ہیں، اشکبار ہیں۔۔۔۔۔ ہاں اسے عثمان ذرا عمر رفتہ کو آواز دیجئے کہ آج قسمت کا ستارہ اونچ پر ہے:-

وہ آتے ہیں، "پریشاں"، لاش پر آج
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے! (مومن)

سیت اٹھائی گئی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا:-

طُوبَى لَكَ يَا عَثْمَانُ! لَمْ تَلْبِسْكَ الدُّنْيَا وَلَمْ تَلْبِسْهَا! (۱۷)

"اے عثمان مبارک ہو۔ نہ تو نے دنیا کو پہنا اور نہ دنیا نے تجھے پہنا"

ایک نیکی یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ رہے، یہ بھی آسان نہیں۔۔۔۔۔
اور ایک نیکی یہ ہے کہ دنیا اس کی طرف لپکے اور دونوں ہاتھوں سے اسے جھٹک دے:-

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی (اقبال)

اور ہاں دیکھو دیکھو اب اس جان ایمان کی سواری جانے والی ہے، پیوند لگی
گدڑی پہننے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر رکھا ہے اور
دنیا والوں کو بتا رہے ہیں کہ دیکھنا نازک دلوں کی دلداری کرتے رہنا، ان کے دل نہ
توڑنا۔۔۔۔۔ دیکھنا بھولنا نہیں۔۔۔۔۔ کرب کا عالم ہے، سواری جانے والی ہے پہلو سے
دل نکلے جاتے ہیں اور جسموں سے جانیں نکلی پڑ رہی ہیں۔۔۔۔۔ حضرت فاطمہ الزہرا
رضی اللہ عنہا حاضر ہیں، دل پہ چوٹ سی لگی ہے، بے ساختہ پکار اٹھیں۔۔۔۔۔

واکرباہ (۱۸)

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے

دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے (جگر)

سرکار دلا سے دے رہے ہیں:-

لَا كَرْبَ عَلَيَّ أَبِىكَ بَعْدَ الْيَوْمِ (۱۸)

”اے جانِ پدر رو نہیں“ تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہ ہوگی“
اور پھر زبان مبارک پر رواں ہو گیا۔

اللَّهُمَّ الْحَسَنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى (۱۹)

ہاں سواری چلی گئی۔۔۔۔۔ اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے ذرہ ذرہ چمک رہا تھا اور جس دن تشریف لے گئے ذرہ ذرہ تاریکی میں ڈوب گیا

میرے غم خانہ مصیبت کی
چاندنی بھی سیاہ ہوتی ہے (جگر)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی ہے تو دوڑے دوڑے حاضر ہوئے۔۔۔۔۔ اور سرکار سے لپٹ گئے۔۔۔۔۔ آنکھیں اشکبار ہیں، دل و جگر پارہ پارہ ہیں، جسین مبارک کو چوم رہے ہیں۔

پردہ اس چہرہ اور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا دے مہ تاباں ہم کو (رضا)

ایک آہ دلخراش کے ساتھ وہ رفیق و فاشعار، یار غار پکار اٹھا۔

وَأَنْبِيَاءَ وَأَصْفِيَاءَ وَأَخْلِيَاءَ (۲۰)

اے دوست اے ان دیکھی دکھانے والے اور ان سنی سنانے والے ہاں اے
برگزیدہ خلائق تم چلے گئے؟

شہر دل آہ عجب جاتے تھی پر اس کے گئے
ایسا اجڑا کہ کسی طرح بسایا نہ گیا (میر)

جسم اطہر حجرہ شریف میں رکھا ہے، گردہ در گردہ صحابہ جارہے ہیں اور صلوة و سلام

حاشی باب سوم

- ۱- قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱
- ۲- شیخ احمد جواد الدومی : الاتحاف الربانیہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۱ء، ص ۱۸
- ۳- قرآن حکیم، سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۲۴
- ۴- قرآن حکیم، سورۃ المجادلہ، آیت نمبر ۲۲
- ۵- عبدالرحمن برقوتی : شرح دیوان حسان بن ثابت، مطبوعہ بیروت، ص ۲۲
- ۶- محمد امیر شاہ قادری گیلانی : انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف (لام ابو صبیحی محمد بن صبیحی بن سورۃ الترمذی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۵
- ۷- قرآن حکیم، سورۃ شوریٰ، آیت نمبر ۱۱
- ۸- شمائل ترمذی شریف، حدیث ۷۷ ص ۲۱
- ۹- ایضاً، حدیث ۹، ص ۲۹
- ۱۰- قرآن حکیم، سورۃ القلم، آیت نمبر ۳-۴
- ۱۱- شرح شمائل ترمذی، باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳، ص ۳۲۹
- ۱۲- ایضاً، باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۱۲، ص ۳۶۱
- ۱۳- قرآن حکیم، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۱۱۸
- ۱۴- قرآن حکیم، سورۃ النسخ، آیت نمبر ۱
- ۱۵- شرح شمائل ترمذی، باب ماجاء فی بکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۲، ص ۴۱۳
- ۱۶- ایضاً
- ۱۷- ایضاً، ص، باب ماجاء فی وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۱۳، ص ۵۷۷
- ۱۸- ایضاً، ص ۵۷۷
- ۱۹- دلی الدین الخلیب : مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ۱۳۶۸ھ، ص ۵۴۸
- ۲۰- ایضاً، حدیث ۷۷، ص ۵۶۱
- ۲۱- ایضاً، حدیث ۱۴، ص ۵۸۰
- ۲۲- (د) قرآن حکیم، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۲۴
- (ب) قرآن حکیم، سورۃ النسا، آیت نمبر ۴۱
- (ج) قرآن حکیم، سورۃ النحل، آیت نمبر ۸۹
- (د) قرآن حکیم، سورۃ الحج، آیت نمبر ۷۸
- (ه) قرآن حکیم، سورۃ المزمل، آیت نمبر ۱۵
- (و) قرآن حکیم، سورۃ النسخ، آیت نمبر ۸

۶۴

۵
۳
۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱

توفیق برسی
۱۲ ۱۱ ۱۰

کرتے ہیں۔۔۔ ہم اسی کو علم سمجھتے ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔ لیکن ایک علم وہ ہے جو براہ راست پڑھایا جاتا ہے۔۔۔ اس کے لئے نہ کسی مدرسے کی ضرورت ہے، نہ اسکول کی ضرورت، کالج کی ضرورت، نہ یونیورسٹی کی ضرورت۔۔۔ یہ ایک پوشیدہ علم ہے جس کو قرآن حکیم نے "علم غیب" سے تعبیر فرمایا (۸) اور اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کی نشانی قرار دیا (۹)۔۔۔ یہ علم وہ ہے جس کو نہ انسانی عقل پا سکتی ہے اور نہ اس کے ظاہری اور باطنی حواس۔۔۔ یہ علم سارے علوم پر غالب ہے اور تحصیل و کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔ یہ محض اللہ کے فضل و کرم سے محبوبوں کو عطا کیا جاتا ہے۔۔۔ قرآن حکیم نے بہت سی آیات میں "علم غیب" کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ علم اللہ اور صرف اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) "اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے"۔ (۱۰)

(۲) "میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمینوں کی سب چھپی چیزیں"۔ (۱۱)

(۳) "تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے"۔ (۱۲)

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ آپ بھی اعلان فرماد دیجئے

(۴) تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے

خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔ (۱۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ علم غیب اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔ کوئی از خود "علم

غیب" نہیں جانتا اور نہ بغیر عطائے الہی کسی کے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔۔۔ ان

آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ یہ "علم

غیب ” ہم کسی کو عطا نہیں فرماتے اور یہ خزانے ہم کسی کو نہیں دیتے یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا

- (۱) غیب کا جانتے والا وہی ہے، وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔ (۱۴)
- (۲) اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرما لیتے ہیں۔ (۱۵)



پھر یہ نہیں کہ صرف یہ بات کہی گئی ہو اور ”علم غیب“ عطا نہ کیا گیا ہو، نہیں نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یہ علم عطا بھی فرمایا جس کا قرآن حکیم میں تفصیل سے ذکر ہے۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ فرمائیں:-

- (۱) حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا:-
 ”اور علم دے دیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں“۔ (۱۶)
- (۲) حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا:-
 ”اور جو منظور ہو ان کو تعلیم فرمایا“ (۱۷)
- (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ”علم غیب“ کا یوں ذکر فرمایا:-
 ”اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی کا، تعلم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں۔“

(۴) حضرت لوط علیہ السلام کے سے فرمایا:-

”اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا“ (۱۹)

(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے فرمایا:-

”اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا

لیکن اکثر اس کا علم نہیں رکھتے“ (۲۰)

(۶) حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود بھی اپنے بیٹوں کے سامنے عطا تے ربانی

باظہار کرتے ہوئے فرمایا:-

”کیوں، میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا

ہوں تم نہیں جانتے“ (۲۱)

(۷) حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے فرمایا:-

”اور جب وہ جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا

فرمایا“ (۲۲)

(۸) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا:-

”اور جب اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے ہم نے

ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا“ (۲۳)

(۹) اور حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا

یوں ذکر فرمایا:-

”انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم

نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے

خاص طور کا علم سکھایا“ (۲۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو ”علم غیب“

عطا فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔۔۔۔۔ ان حضرات قدسیہ نے کبھی کبھی اس علم کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں سے یہ ارشاد فرما رہے ہیں:-

”اور میں تم کو بتا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو“۔ (۲۵)

یعنی جس جس نے جو کچھ اپنے گھر کھایا اور جو کچھ گھر میں رکھا سب آپ کی نظر میں تھا۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے فرما رہے ہیں:-

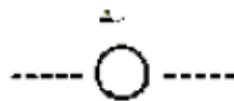
”جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتا دیتا ہوں یہ بتا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے“۔ (۲۶)

اور یہ ”علم غیب“ بڑے اہتمام اور تیاری کے بعد عطا فرمایا جاتا ہے، جس کو عطا فرمایا جاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کے پہرے لگادئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ارشاد فرماتا ہے:-

”سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں، مگر اپنے برگزیدہ پیغمبر کو تو اس (پیغمبر) کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) بھیج دیتا ہے“۔ (۲۷)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ”علم غیب“ کوئی معمولی علم نہیں ہے، جس کو یہ عطا کیا گیا اس کو بہت کچھ عطا کیا گیا۔۔۔۔۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یکساں ”علم غیب“ حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء و رسل میں درجات ہیں۔ (۲۸) اسی طرح

"علم غیب" بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔۔۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "علم غیب" سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔۔۔۔۔ حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھتے جانا بولنا نہیں، جب تک میں نہ بولوں۔۔۔۔۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے۔ آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اٹھا دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ نہ رکھا۔۔۔۔۔ یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے (۲۹)۔۔۔۔۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں "علم غیب" نہیں دیا گیا۔۔۔۔۔



"علم غیب" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا گیا۔۔۔۔۔ یہ "علم غیب" آپ کا عظیم معجزہ تھا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو جو "علم غیب" دیا گیا وہ سب آپ کو دیا گیا اور اس کے سوا جو کچھ دیا وہ سوائے اللہ کے کسی کو نہیں معلوم۔۔۔۔۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات حسنہ کے جامع تھے اور ان کے علوم و معارف کے بھی جامع تھے۔۔۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا گیا اس کے متعلق ارشاد ہے۔

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"۔ (۲۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب کوئی چیز ایسی نہ رہی جو آپ نہ جانتے ہوں اس

لئے اس نعمت کو "فصل عظیم" کہا گیا۔۔۔۔۔ جو شخص اس فصل الہی کا انکار کرتا ہے یا اس کی تخفیف کرتا ہے وہ اللہ کے فصل کا انکار کرتا ہے اور اللہ کے فصل کی تخفیف کرتا ہے جو ایسا کرتا ہے اسے کون مسلمان کہہ سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ موحّد کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے ہر حکم کا احترام کرتا ہے اس پر خود عمل کرتا ہے اور دوسروں کو عمل کرواتا ہے۔۔۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار، بڑا دربار ہے، ان کے حضور بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (۳۱) ان کی محفل مبارک سے بلا اجازت اٹھنے والے کو دردناک عذاب کی وعینہ سنائی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ آپ بھی سنئے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے"۔ (۲۲)

آپ خود اندازہ لگائیں جس محفل مبارک کا یہ ادب ہو اس میں رونق محفل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ادب ہو گا؟۔۔۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس محفل پاک میں سر جھکاتے دم بخود بیٹھے رہتے تھے۔۔۔۔۔ بات بات پر کہتے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان"۔۔۔۔۔ ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا "اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں"

بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پروردگار نے "علم غیب" عطا فرمایا۔ اس حقیقت کو تین جہتوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

(۱) آپ کو براہ راست "علم غیب" دیا گیا۔

- (۲) آپ کو قرآن عطا فرمایا گیا جو "علم غیب" کا خزانہ ہے۔
 (۳) آپ کو "شاہد" بنا کر بھیجا گیا اور شاہد وہی ہوتا ہے جو واقع کے وقت موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو یعنی اس کو ہر بات کا عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہو

- (۱) ----- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کو پہلی جہت سے دیکھا جاتے تو یہ آیات آپ کے علم غیب کی تصدیق کرتی ہیں۔
 (۱) "اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں"۔ (۲۲)
 (۲) "یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف"۔ (۲۳)
 (۳) "یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس"۔ (۲۵)

- (۲) ----- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم "علم غیب" کو دوسری جہت سے دیکھا جاتے تو یہ آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔
 (۱) ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا ہے جو کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے۔ (۲۶)
 (۲) (یہ قرآن) کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا (۲۷)
 (۳) ----- ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔ (۲۸)
 (۴) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (۳۰)
 (۵) اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود

ہے کھلی کتاب میں۔ (۲۰)

(۶) اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ

کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مسبین میں ہے۔ (۲۱)

آپ نے ملاحظہ فرمایا ان آیات میں پہلے ”کتاب مسبین“ قرآن حکیم کا ذکر فرمایا پھر یہ فرمایا کہ اس روشن کتاب میں کیا کیا کچھ ہے۔۔۔۔۔ غور فرماتیں یہ روشن کتاب جس میں زمین و آسمان کی ہر شے کا بیان ہے جس ذات قدسی پر اتری اس کے علم و دانش کا کیا عالم ہو گا

(۳)۔۔۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”علم غیب“ کو تیسری جہت سے دیکھا جاتے تو یہ آیات کریمہ ہم کو ایک نئے جہان میں لے جاتی ہیں جہاں ہم حیرت سے ایک دوسرے کا منہ ٹکتے ہیں، مگر جو کچھ کہا گیا اس پر دل و جاں سے ایمان لاتے ہیں کہ اگر ایمان نہ لاتیں تو کہیں کہ نہ رہیں ان آیات پر خوب غور فرماتیں اور علم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت و پہنائی کا اندازہ لگاتیں۔ اللہ اکبر ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں، ان کا رب کریم ہی جانے کہ اس نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ”علم غیب“ عطا فرمایا۔۔۔۔۔ وہ فرماتا ہے:-

(۱) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور

ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔ (۲۲)

(۲) اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لاویں

گئے۔ (۲۳)

(۳) بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا ہے جو تم

پر گواہی دے گا۔ (۲۴)

(۴) اور جس دن ہم پر ہر امت سے ایک ایک گواہ جو انہیں میں کا
ہو گا ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے
میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔ (۲۵)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ
صرف اپنی امت بلکہ دوسرے انبیاء کی امتوں کے اعمال کی بھی گواہی دیں گے اور
گواہی وہی دیتا ہے جس کے سامنے کوئی کام یا کوئی بات ہوتی ہو۔۔۔۔۔ ان آیات
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں، وہ
ہمارے احوال و اعمال سے بے خبر نہیں۔۔۔۔۔ اس پس منظر میں یہ احادیث کریمہ
ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ
میرے حضور پیش کی گئی (۲۶)

(۲) رات میری سب امت میرے اس حجرے کے پاس پیش
کی گئی یہاں تک کہ بے شک ان کے ہر شخص کو اس سے
زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔ (۲۷)

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوا
۔۔۔۔۔ کیا اس شخص کے پاس علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا
ہے؟ (۲۸)

اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیب کی باتیں وہی بتا سکتا ہے جو دیکھ بھی رہا ہو۔۔۔
قرآن کریم میں متعدد مقامات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دید کو
بیان کیا گیا ہے۔

پچی بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کو دیکھ لیا اس کے آگے کوئی چیز چھپی نہ رہی

سب ظاہر ہو گئی۔۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں:-
 میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، اس نے اپنا دست قدرت
 میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس
 ہوئی۔ اس وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ
 پہچان لیا (۴۹)



اب تک تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں اور آپ کے دیکھنے کی
 باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔۔ لیکن کیا جو ”علم غیب“ آپ کو عطا کیا گیا اور جو کچھ آپ کو
 دکھایا گیا اس نعمت عظمیٰ کی خیرات اپنے غلاموں کو بھی آپ نے تقسیم فرمائی؟۔۔۔۔
 بہت سی احادیث سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے عطا فرمایا اور خوب عطا فرمایا اور کیوں
 عطا نہ فرماتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمانے ہی کے لئے بھیجا ہے۔۔۔۔
 مشہور و محبوب صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی
 پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔ (۵۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب
 سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ
 چھوڑی۔۔۔۔ جسے یاد رہا، یاد رہا جو بھول گیا، بھول گیا۔“ (۵۱)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ



----- نہیں چھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنے چلانے
والے کو دنیا کے ختم ہونے تک ----- مگر ہم کو اس کا نام اس
کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔ (۵۲)

۷۱ رمضان المبارک ۲ھ / ۶۳۴ء میں غزوہ بدر پیش آیا، جہاد شروع ہونے سے
قبل میدان جہاد میں اپنا دست مبارک رکھ کر دشمنان اسلام کے مقتولین کی نشاندہی
فرمائی کہ فلاں فلاں شخص اس اس جگہ قتل کیا جائے گا ----- جب جہاد ختم ہوا تو
جس شخص کے لئے اپنے دست مبارک سے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی، وہ وہیں پڑا
ہوا ملا ----- ایک انج آگے نہ پیچھے۔ (۵۳)

بخاری شریف میں ایک طویل حدیث آتی ہے جو ہماری آنکھیں کھولنے کے
لئے کافی ہے ----- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"سورج ڈھلنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف
لائے، پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی جب سلام پھیر دیا تو آپ
ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، نیز ان بڑے
بڑے امور کا جو اس سے پہلے ہیں پھر فرمایا اگر کوئی مجھ سے کسی
چیز کے بارے پوچھنا چاہتا ہو تو پوچھ لے کیوں کہ خدا کی قسم تم
مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں
اس کے متعلق بتاؤں گا جب تک کہ میں اس جگہ ہوں" (۵۴)

حضرت انس کا بیان ہے کہ لوگ زارو قطار رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بار بار فرماتے رہے کہ "مجھ سے پوچھ لو" ----- "مجھ سے پوچھ لو" ----- ایک
صحابی نے ایک راز کی بات پوچھی، جواب سن کر حیران رہ گئے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھا کر یہ فرمانا کہ جو پوچھو گے بتایا جائے گا۔۔۔۔ اور پھر بار بار فرمانا، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو۔۔۔۔ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فضل و کرم سے "علم غیب" جانتے تھے اور علوم **ماکان و مایکون** سے باخبر تھے۔۔۔۔ ایک عرب عالم شیخ احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسینی نے ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے **مطابقتة الاختراعات العصریہ لما الخبر بہ سید البریہ** (۵۵)۔۔۔۔ مصنف نے اس کتاب میں ان غیبی خبروں کو جمع کیا ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی و مستقبل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتینے لگتے تھے۔۔۔۔ اور کیوں نہ ہوں کہ سرکار خود فرما رہے ہیں:-

"میرے پاس زمین و آسمان کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے

ہاتھ پمدکھ دی گئیں" (۵۶)

خزانے کا مالک وہی ہوتا ہے جس کے پاس کنجیاں ہوتی ہیں لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ محاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بے اختیار ہو گیا بلکہ اس سے تو اللہ کا اختیار اور قدرت اور ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا نوازا ہے۔۔۔۔ یہی وہ کنجیاں ہیں جن سے آیات قرآنی کے معانی کے خزانے کھولے جاتے ہیں۔۔۔۔ قرآن کو ہم بھی دیکھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں مگر آیات قرآنی میں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔۔۔۔ قرآن کریم میں دشمنان اسلام کے لئے

"اور ان کے لئے تیار رکھو جو" قوت " تمہیں بن پڑے"۔ (۵۷)

یہاں لفظ "قوت" کے معنی میں بظاہر کوئی راز نہیں معلوم ہوتا لیکن جب اس راز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھاتے ہیں تو انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے۔
 لفظ "قوت" کی تفسیر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خبردار، یہ قوت "رمی" ہے۔۔۔۔۔ خبردار، یہ قوت "رمی" ہے

۔۔۔۔۔ خبردار یہ قوت "رمی" ہے۔۔۔۔۔ (۵۸)

عربی میں "رمی" کے معنی "پھینکنا" آتے ہیں چنانچہ حج میں حجرات پر جو کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اس کو "رمی" کہتے ہیں۔۔۔ اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جدید کے ان تمام ہتھیاروں کا ذکر فرما دیا جو پھینکے جاتے ہیں اور قوت کا توازن اس ملک کے حق میں ہے جس کے پاس یہ ہتھیار ہیں خصوصاً خطرناک ایٹم بم، راکٹ، میزائل وغیرہ۔۔۔۔۔ یہ سب ہتھیار پھینکے جاتے ہیں اور قوت کا راز بنے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔



حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی مقام کو کچھ وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حکمت و دانائی عطا فرمائی ہے ورنہ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عام انسان نظر آتے تھے جس کا کئی مقامات پر قرآن حکیم میں ذکر کیا گیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔ (۵۹)

(۲) یہ کون ہیں؟ تمہیں جیسے آدمی تو ہیں (۶۰)

(۳) یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی، چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے۔ (۶۱)

(۴) یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی، جو تم کھاتے ہو اس میں سے کھاتا

ہے اور جو تم پییتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔ (۶۲)

(۵) تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔ (۶۳)

(۶) بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (۶۴)

(۷) بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں (۶۵)

ابلیس نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو اسی لئے سجدہ نہ کیا کہ انکو وہ ایک انسان سمجھا اور کہا:-

بولاجھے زیبا نہیں کے بشر کو سجدہ کروں۔ (۶۶)

ابلیس اور کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو ایک عام انسان سمجھا۔۔۔۔۔ کسی نے کہا "بشر مثلکم" (تمہارے جیسا انسان)۔۔۔۔۔ کسی نے کہا "بشر مثلنا"۔ (۶۸) (ہمارے جیسے انسان)۔۔۔۔۔ کسی نے کہا "بشرین مثلنا" (۶۹)۔۔۔۔۔ (ہمارے جیسے دو انسان)۔۔۔۔۔ کسی نے کہا "بشر رسولاً" (۷۰) (اللہ کا بھیجا ہوا انسان)۔۔۔۔۔ یہ بشر بشر کی رٹ صحابہ نے نہیں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے لگائی۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا یہ ہی سمجھتے ہیں تو۔

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں، مجھے وحی آتی

ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔۔۔۔۔ (۷۱)

اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود نہیں فرمایا "بشر مثلکم" بلکہ یہ تو کفار و مشرکین کے اعتراض کا جواب ہے کہ تم کو میں ظاہری طور پر تم جیسا بشر نظر آ رہا ہوں تو تم یہ نہیں دیکھتے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، تم میں سے کسی پر

ان حقائق کا علم ہوتا ہے، ان حقائق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

- (۱) پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" ایک حقیقت ہے
 (۲) دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علم غیب" اللہ ہی جانتا ہے
 (۳) تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو "علم غیب" عطا فرماتا ہے

(۴) چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو "علم غیب" عطا فرمایا ہے

(۵) پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" عطا فرمایا ہے

(۶) چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "علم غیب" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بتایا ہے اور انہوں نے ہم کو بتایا



اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب" میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے کہ اللہ کا "علم غیب" کسی کامرہون منت نہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا "علم غیب" اللہ تعالیٰ کامرہون منت ہے، اسی نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ جیسا "علم غیب" آپ کو ہے ویسا اللہ میں ثابت کرنے والا مسلمان نہیں۔۔۔۔ اور جیسا اللہ تعالیٰ کو "علم غیب" ہے ویسا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت کرنے والا مسلمان نہیں۔۔۔۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے۔۔۔۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرے سے "علم غیب" ہی نہ ماننا اس لئے کہ اللہ

رب العزت نے آپ کو سکھایا پڑھایا ایک عجیب سی بات ہوگی کیوں کہ اس طرح نہ کوئی مفسر رہے گا، نہ محدث۔۔۔۔ نہ کوئی فقیہ رہے گا اور نہ مفتی۔۔۔۔ نہ کوئی ڈاکٹر رہے گا، نہ حکیم کیوں کہ سب کو کسی نے کسی نے پڑھایا ہے، بنیادی طور پر سب ان پڑھ تھے۔۔۔۔ لیکن نہیں جس خاص فن و علم میں پڑھنے والا اپنے استاد سے پڑھ کر مہارت حاصل کرتا ہے اسی فن اور علم میں وہ ماہر کہا جاتا ہے۔۔۔۔ ہم یہ اصول اپنے معاشرے میں اپناتے ہیں اسی اصول پر ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" اور علوم **ماکان و مایکون** کا واقف اسرار کہتے ہیں، اگر ہم اس سے انکار کریں تو غور کریں ایک طرف تو ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پڑھ ثابت کرتے ہیں دوسری طرف آپ کے ان علوم ماکان و مایکون سے انکار کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے تم پھر آپ خود سوچتے کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟۔۔۔۔ جس نے علوم و معارف سے کائنات کا دامن بھر دیا ہم اس کو تھی دامن ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اپنے علم کا اقرار کرتے ہیں، ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتے ہیں۔۔۔۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ۔۔۔۔ حیف ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ "علم غیب" نبی کی عظیم نشانی ہے۔ "نبی" کے معنی ہی غیب کی خبر بتانے والے کے ہیں، نبی کو اسی لئے نبی کہتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں بتاتے ہیں، یہ ان کے منصب عالی کی عظیم نشانی ہے، اس سے انکار ان کے منصب سے انکار ہے اور جو ان کے منصب سے انکار کرتا ہے، مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس وقت دنیا تے اسلام، دشمنان اسلام کے زرعے میں ہے۔ دشمنان اسلام کا ہدف اور نشانہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات اقدس ہے، یہی وہ مرکز ہے جس سے دلوں کو حرارت ملتی ہے۔۔۔۔ اس سازش سے باخبر رہیں اور اپنے ایمان کی پوری

پوری حفاظت کریں۔۔۔۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقش
دل میں اس طرح بٹھالیں کہ کوئی مٹانے والا نہ مٹا سکے۔۔۔۔ بے شک
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حواشی باب چہارم

- ۱۔ قرآن حکیم، سورۃ العلق، آیت نمبر ۴-۵
- ۲۔ قرآن حکیم، سورۃ طہ، آیت نمبر ۱۱۴
- ۳۔ ابن عبدالبر: جامع بیان العلم و فضلہ، ص ۴۷
- ۴۔ ایضاً، ص ۴۹
- ۵۔ ایضاً، ص ۴۶
- ۶۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۴
- ۷۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۱
- ۸۔ قرآن حکیم، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۶۵
- ۹۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳
- ۱۰۔ قرآن حکیم، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۵۹ (ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خان)
- ۱۱۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۳ (ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خان)
- ۱۲۔ قرآن حکیم، سورۃ یونس، آیت نمبر ۲۰ (ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خان)
- ۱۳۔ (۱) قرآن حکیم، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۵ (ترجمہ قرآن مولانا احمد رضا خان) (ب) سورۃ ہود ۳۱
- ۱۴۔ قرآن حکیم، سورۃ الجن، آیت نمبر ۲۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۱۵۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۷۹ (ترجمہ مولوی اشرف علی خان تھانوی)
- ۱۶۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۱ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۱۷۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۵۱ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

- ۱۸۔ قرآن حکیم، سورۃ نمل، آیت نمبر ۱۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۱۹۔ قرآن حکیم، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۷۴ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۰۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۶۸ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۱۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۹۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۲۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۲۲ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۳۔ قرآن حکیم، سورۃ القصص، آیت نمبر ۱۴ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۴۔ قرآن حکیم، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۶۵ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۵۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۴۹ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۶۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۳۷ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۷۔ قرآن حکیم، سورۃ الحجر، آیت نمبر ۲۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۸۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۵۳ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۲۹۔ قرآن حکیم، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۷۰
- ۳۰۔ قرآن حکیم، سورۃ الکہف، آیات نمبر ۶۵-۸۲
- ۳۱۔ قرآن حکیم، سورۃ النسا، آیت نمبر ۱۱۳ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۳۲۔ قرآن حکیم، سورۃ النور، آیت نمبر ۶۳ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۳۳۔ قرآن حکیم، سورۃ التکویر، آیت نمبر ۲۴ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۳۴۔ قرآن حکیم، سورۃ ہود، آیت نمبر ۴۹ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۳۵۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۱۰۲ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۳۶۔ قرآن حکیم، سورۃ النحل، آیت نمبر ۸۹ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۳۷۔ قرآن حکیم، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۱۱۱ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۳۸۔ قرآن حکیم، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۳۸
- ۳۹۔ قرآن حکیم، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۱۵ (ترجمہ اردو مولوی احمد رضا خان)
- ۴۰۔ قرآن حکیم، سورۃ نمل، آیت نمبر ۷۵ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۴۱۔ قرآن حکیم، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۵۹ (ترجمہ اردو مولوی محمود حسن)
- ۴۲۔ قرآن حکیم، سورۃ النحل، آیت نمبر ۸ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۴۳۔ قرآن حکیم، سورۃ النسا، آیت نمبر ۴۱ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۴۴۔ قرآن حکیم، سورۃ المزمل، آیت نمبر ۱۵ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۴۵۔ قرآن حکیم، سورۃ النحل، آیت نمبر ۸۹ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

- ۴۶۔ مسلم شریف، جلد ۱، ص۔ ۲۰۷
- ۴۷۔ انبیا المصطفیٰ، ص ۹، بحوالہ ظہیرانی
- ۴۸۔ قرآن حکیم، سورۃ النجم، آیت نمبر ۳۵ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)
- ۴۹۔ ترمذی شریف، بردایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ، کراچی، ص۔ ۷۲
- ۵۰۔ انبیا المصطفیٰ، ص ۸، بحوالہ مسند احمد و طبقات ابن سعد
- ۵۱۔ انبیا المصطفیٰ، ص ۷، بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف و مسند احمد
- ۵۲۔ مشکوٰۃ شریف، باب الفتن
- ۵۳۔ مسلم شریف، ج ۲، کتب الجہاد
- ۵۴۔ بخاری شریف، کتاب الاعتصام، ج ۳، ص۔ ۸۵۵
- ۵۵۔ مفتی احمد میاں برکاتی نے "اسلام اور عصری ایجادات" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۸۰ء میں لاہور شائع ہو چکا ہے۔
- ۵۶۔ بخاری شریف، ص ۸۴۸، (ب) مسلم شریف مع فتح الملہم، کراچی، ج ۲، ص ۱۱۶
- ۵۷۔ قرآن حکیم، سورۃ الانفال، آیت نمبر ۶۰
- ۵۸۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۴۳
- ۵۹۔ قرآن حکیم، سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۱۰
- ۶۰۔ قرآن حکیم، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۳
- ۶۱۔ قرآن حکیم، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۲۴
- ۶۲۔ قرآن حکیم، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۳۳
- ۶۳۔ قرآن حکیم، سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۱۸۶
- ۶۴۔ قرآن حکیم، سورۃ یسین، آیت نمبر ۱۵
- ۶۵۔ قرآن حکیم، سورۃ ہود، آیت نمبر ۲۷
- ۶۶۔ قرآن حکیم، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۳
- ۶۷۔ قرآن حکیم، سورۃ ہود، سورۃ ابراہیم، آیت ۱۰؛ سورۃ المؤمنون آیت ۴؛ سورۃ شعراء، آیت ۵۴؛ سورۃ یسین، آیت ۱۵
- ۶۸۔ قرآن حکیم، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۴
- ۶۹۔ قرآن حکیم، سورۃ اسرار، آیت نمبر ۹۴
- ۷۰۔ قرآن حکیم، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۱۰
- ۷۱۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴

- ٤٢- قرآن حکیم، سورة الفصحى، آیت نمبر ١١
 ٤٣- قرآن حکیم، سورة یونس، آیت نمبر ٥٨
 ٤٤- قرآن حکیم، سورة الحجر، آیت نمبر ٢٨
 ٤٥- قرآن حکیم، سورة الحجر، آیت نمبر ٢٠٤
 ٤٦- قرآن حکیم، سورة الحجر، آیت نمبر ٣٣
 ٤٧- قرآن حکیم، سورة الحجر، آیت ٣٢؛ سورة الاعراف، آیت ٣٨؛ سورة ص، آیت ٤٤

وَاللَّهُ
 الْعَلِيمُ
 الْحَكِيمُ

مختصر و شیرین ضلای العالیہ

بلغ اعلا الجمالہ

کشم اللہ کے جمالہ

حسند محمد مع جمالہ

عبدالواہد

عَلَيْهِ السَّلَام

کلام شیخ سعیدی

کتبہ کوثر قائم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۵

صلوة و سلام بحضور جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

فانظر و تفکر فی قوله سبحانه و تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَمْليماً ۝ فَقَدْ صَلَّ عَلَيهِ بِتَفْسِهِ أَوْلًا، وَ أَمَرَ مَلَائِكَةَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ فَثَبَتَ بِهَذَا أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ

(نور محمد صالح نارود، دلیل الخیرات (۱۳۱۹ھ) مطبوعہ دہلی، ص-۴)

(ترجمہ) ذرا دیکھو اور غور کرو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ**۔۔۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے آپ پر اللہ تعالیٰ نے خود درود بھیجا پھر فرشتوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا، اس کے بعد مومنوں کو حکم دیا کہ آپ پر درود پڑھیں۔ تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے افضل عبادت ہے۔

الصلوة والسلام على سيد الانام

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آہکینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک، تیرے ظہور سے فروغ
ذره ریک کو دیا تو نے طلوع آفتاب

شوکتِ سخن و سلیم تیرے جلال کی نمود
 فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
 شوقِ ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
 میرا قیام بھی حجاب، میرا سجد بھی حجاب
 تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
 عقل، غیاب و جستجو۔ عشق، حضور و اضطراب
 تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
 طبعِ زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے

(اقبال)

جب کوئی عاشقِ رسول سورۃ احزاب پڑھتا ہے۔ تو اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔۔۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ حرمِ جاناں میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔ کہیں آپ کی قربت و معیت کا ذکر ہے (۱) کہیں آپ کی متابعت و پیروی کا (۲)۔۔۔۔۔ کہیں آپ کی عنایتِ خاص کا ذکر ہے (۳) تو کہیں پر آپ کی عظمت و شوکت کا (۴)۔۔۔۔۔ کہیں آپ کی حکومت و حاکمیت کا ذکر ہے (۵) تو کہیں آپ کی نعمت و رحمت کا (۶)۔۔۔۔۔ کہیں آپ کی رسالت و خاتمیت کا ذکر ہے (۷) تو کہیں عنایت و رخصتِ خاص کا (۸)۔۔۔۔۔ کہیں رحمتِ خاص کا ذکر ہے (۹) تو کہیں محبتِ خاص کا ذکرِ جلیل (۱۰)۔۔۔۔۔

ذکرِ نبی ذکر ہے، ہاں

وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۱۲)

اور ہم نے تمہارے لئے، تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

بلند کرنے والے اپنے لئے بھی کسی کا ذکر بلند کیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر ہم نے صرف

تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند فرمایا۔۔۔۔۔ مقصود و مطلوب تم ہو۔۔۔۔۔ سبحان

اللہ، سبحان اللہ!

آیہ کریمہ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (۱۳)

یہ ایک آیت ہزار ہا ہزار نعتیہ قصیدوں پر بھاری ہے۔۔۔۔۔ منع کرنے والے نعت خوانی کو منع کرتے ہیں، آیت کریمہ ساری نعتوں کی جان ہے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!۔۔۔۔۔ رب کریم اپنے محبوب کی صفت و ثنا فرماتے اور ہم منع کریں؟۔۔۔۔۔ یہ کیسی بد نصیبی ہے؟۔۔۔۔۔ یہ کیسی بد بختی ہے؟۔۔۔۔۔ شاید انہی منع کرنے والوں کے لئے جس آیت میں درود اور سلام کی ہدایت ہے اس کے فوراً ہی بعد یہ فرمایا گیا۔۔۔۔۔ **إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا** (۱۴)

(ترجمہ) بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے، دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ آیت شریفہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔۔۔۔۔ صلوٰۃ و سلام، جس میں اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہو، یقیناً جب منع کیا جائے گا، اللہ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچے گی۔۔۔۔۔ اللہ اکبر جب ہجرت کے دو سرے سال ۵۲ / ۶۲۳ء میں آیت کریمہ **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ**۔۔۔۔۔ نازل ہوتی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک مسرت و انبساط سے سرخ ہو گئے (۱۵)۔۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ انار کے دانے کی طرح انتہائی خوشی سے کھل گیا اور فرمانے لگے
”مجھے مبارک باد پیش کرو کہ مجھ پر آج وہ آیت نازل ہوتی ہے“

کہ میرے نزدیک دنیا و ما فیہا میں ہر چیز سے بہتر ہے۔“
پھر یہ آیت پڑھی۔۔۔۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خوشخبری سنتے ہی کہا۔۔۔۔

ہنیالک یارسول اللہ

یا رسول اللہ آپ کو یہ نعمت مبارک ہو۔۔۔۔ پھر صحابہ کرام مبارک دیتے رہے۔ (۱۶)

علامہ صابونی نے اس آیت کریمہ کا خلاصہ یوں بیان فرمایا ہے:-

بخبر المولى جل و علا بحاله الرسول الكريم من جاه عظيم و منزلته سامية و مكانته رفيعة عند الله تعالى و ماله من السيادة و المقام المحمود في الملاء الاعلى و ما خصه الله تعالى به من الثناء العاطر و الذكر الحسن (۱۷)
خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت اور جلالت شان کا ذکر فرمایا ہے۔۔۔۔ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

صلوات اللہ، ثَنَائُهُ عِنْدَ الْمَلَكَةِ وَ صَلَوةُ الْمَلَكَةِ الدَّعَا (۱۸)

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة بھیجنا، فرشتوں کے سامنے آپ کی صفت و ثناء کرنا ہے۔۔۔۔ اور فرشتوں کا صلوة بھیجنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرنا ہے کہ فرشتے آپ کی تعریف و توصیف کا حق ہی ادا نہیں کر سکتے بس رب کریم سے دعا کر سکتے ہیں۔۔۔۔

علامہ محمد علی صابونی اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

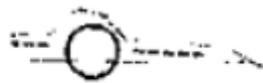
یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت بھیجتا ہے اور ان کی شان بڑھاتا ہے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے۔۔۔۔ اور اس کے مقبول فرشتے نبی کے لئے دعا کرتے ہیں اور

ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ اپنے بندے اور رسول کو بزرگی عطا فرما اور ان کو اعلیٰ مراتب پر فائز فرما (۱۹)

سچ یہ ہے کہ فرشتوں کی یہ دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احتیاج کی وجہ سے ہرگز نہیں بلکہ اس سے فرشتوں کے احتیاج اور عجز و انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جب کوئی داتا کسی فقیر کو بھیک دیتا ہے تو فقیر دعائیں دے دے کر بھیک مانگتا ہے اور بھیک لے کر دعائیں دیتا ہے۔۔۔۔۔ طلب و سوال کا یہی سلیقہ ہے۔۔۔۔۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "صلوٰۃ" کا مطلب اس کی رحمت و خوشنودی ہے۔۔۔۔۔ فرشتوں کی طرف سے "صلوٰۃ" کا مطلب، دعائے استخفار ہے اور امت کی طرف سے "صلوٰۃ" کا مطلب دعا اور آپ کی تعظیم و تکریم ہے۔ (۲۰)

علامہ صابونی اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

یہ آیت آپ کے مرکز رحمت ہونے اور اولین و آخرین میں افضل ترین ہونے پر بڑی دلیل ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی "صلوٰۃ" اپنے نبی پر ایسی رحمت ہے جو تعظیم کی نشاندہی کرتی ہے۔۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر نبی پر صلوٰۃ مطلق رحمت ہے۔۔۔۔۔ تو ان دونوں صلوٰتوں میں فرق ملاحظہ کریں اور ان دونوں مقامات کا فرق سمجھیں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبع رحمت اور مرکز تجلیات ہیں۔ (۲۱)



اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر "صلوٰۃ" بھیج رہے ہیں اور ایمان والوں سے بھی کہا جا رہا ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و سلام بھیجو۔۔۔۔۔ جب اللہ تعالیٰ "صلوٰۃ" بھیج رہا ہے۔ تو پھر فرشتوں کی کیا ضرورت؟۔۔۔۔۔ اور امت کی کیا حاجت؟

..... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ان کا مولیٰ کافی ہے حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ و سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی شریک کر لیا یہ اس کا عین کرم ہے یہ کیسی بابرکت اور یگانہ و یکتا یاد ہے جس کی نظیر نہیں صلوٰۃ و سلام بھیجنے والا بندہ بھی صلوٰۃ کا مستحق ٹہرا خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:-

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ مَرَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (۷۲)

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ اکبر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا یہ صلہ کہ تعظیم کرنے والا خود معظم ہو گیا تکریم کرنے والا خود مکرم ہو گیا اللہ کے فرشتے کتنے ہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تمام مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ تو ان میں نو حصے فرشتے ہوں گے اور باقی ایک حصہ تمام مخلوق آسمان میں متھیلی بھر بھی جگہ اللہ کے فرشتوں سے خالی نہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ فرشتے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں (۷۳) زمین و آسمان فرشتوں سے بھرے پڑے ہیں ان کی تعداد کا کیا ٹھکانہ ہم دنیا میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے پر لڑتے مرتے رہتے ہیں ذرا کائنات کو آنکھ اٹھا کر دیکھیں ذرا کان لگا کر سنیں زمین و آسمان صلوٰۃ و سلام سے گونج رہے ہیں آنکھ ہو تو دیکھیں اور کان ہوں تو سنیں جب آیت کریمہ ان اللہ و ملائکته نازل ہوتی تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار نبوی میں حاضر تھے وہ فرماتے ہیں:-

"میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ آپ پر درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے"؟

آپ نے "اللهم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی

آل ابراہیم انک حمید مجید دو پڑھ کر سنایا (۲۳)

ایک اور مقام پر اس کے بعد اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما
بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید کا اضافہ ہے۔۔۔۔ بخاری
شریف، مسلم شریف اور تفسیر خازن میں اس روایت کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے
(۲۵)۔۔۔ اصل میں یہ آیہ کریمہ ایک گنجِ مخفی ہے، ایک چھپا ہوا خزانہ ہے۔۔۔۔ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے اسرار و معارف
کے بارے میں استفسار فرمایا۔۔۔۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اس میں ہزاروں خزانے مخفی ہیں (۲۶)

ایک اور جگہ فرمایا۔

”تم لوگوں نے مجھ سے دریافت کر لیا ہے حالانکہ یہ علم مکنونی ہے
۔۔۔۔ لوگو! مجھ سے نہ پوچھتے تو میں کسی کو نہ بتاتا۔“ (۲۷)

حدیث میں آتا ہے۔۔۔۔

”اللہ نے“ فرشتے مقرر کئے ہیں، جب کوئی مومن مجھ پر درود
پاک پڑھتا ہے یہ دونوں فرشتے اس کے لئے ”غفر اللہ لک“
کہتے ہیں۔۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں فرشتوں کے جواب میں
اپنے تمام ملائکہ کے ساتھ ”آمین“ کہتا ہے (۲۸)

درود کا آغاز ”اللہم“ سے ہوتا ہے جس کی اصل ”اللہ“ ہے۔۔۔۔ شیخ حسن بصری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”اللہم“ سب دعاؤں کا مجموعہ ہے“ (۲۹)

اور نضر بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”جس نے ”اللہم“ کہا گویا تمام اسماء الہی کے ساتھ خدا کو یاد کیا“ (۳۰)

----- بعض عرفاء اس کو "اسم اعظم" کہتے ہیں ----- درود ابراہیمی کا ایک صیغہ نہیں، کئی صیغے ہیں جو کتب حدیث میں موجود ہیں مثلاً ترمذی شریف، بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی شریف وغیرہ (۳۱) ----- جو حضرات معروف درود ابراہیمی کے صیغے پر زور دیتے ہیں شاید ان کو پتہ نہیں کہ درود ابراہیمی کے متعدد صیغے ہیں ----- ایسی صورت میں صرف ایک صیغے پر ان کا اصرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو محدود کرنا ہے ----- عاشق تو اپنے معشوق کی تعظیم و تکریم سے خوش ہوتا ہے، جو خوش نہ ہو وہ عاشق نہیں

حقیقت یہ ہے کہ صلوة و سلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا بدلہ ہے، انسان کی کیا مجال کہ ان احسانات کا بدلہ اتار سکے اس لئے اپنے رب کریم سے کہتا ہے کہ اے اللہ تو ہی اپنے محبوب کے احسانات کا بدلہ عطا فرما ----- ہم تو اس لائق نہیں ----- محمد علی الصابونی اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یعنی اے مومنو! آپ پر کثرت سے صلوة و سلام بھیجو، تم پر ان کا بڑا حق ہے ----- بلاشبہ انہوں نے تمہیں گمراہی سے نکال کر ہدایت عطا فرمائی ----- اور اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لاتے ----- تو جب ان کا نام لو تو کہو:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا - (۳۲)

علامہ صاوی فرماتے ہیں:-

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ملائکہ اور مومنوں کی "صلوة" دراصل آپ کی تعظیم ہے جب کہ "صلوة" بھیجنے میں وہ اللہ جل و علا کی اقتداء کرتے ہیں اور یہ "صلوة" ان حقوق کا بدلہ ہے جو حقوق، مخلوق پر آپ کے ہیں کیوں کہ آپ ہر نعمت کا وسیلہ

ہیں جو مخلوق کو عطا کی جاتی ہے اور جس کو نعمت عطا کی جاتی ہے اس پر لازم ہے کہ اس کا بدلہ دے۔ چونکہ مخلوق بدلہ دینے سے عاجز ہے تو وہ قادر الملک سے التجا کرتی ہے کہ اے مولیٰ تو ہی بدلہ عطا فرما، ہم تو اس قابل نہیں۔۔۔۔۔ اور یہ وہ راز ہے جو

ان کے اس قول میں پوشیدہ ہے **اللهم صل علی محمد۔ (۳۳)**

یہ التجا اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہے کہ التجا کرنے والا محبوب بن جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ملتی ہے۔

ان النبی جاء ذات یوم و البشری فی وجہہ، فقلنا انا لنری البشری فی وجہک، فقال انه اثنای الملک، فقال، یا محمد !۔۔۔۔۔ ان ربک یقول۔۔۔۔۔ اما یرضیک الا ینضی علیک اخذ الا صلایت علیہ عشاء ولا ینسلم علیک اخذ الا صلایت علیہ عشاء

(سبحان اللہ سبحان اللہ) ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ خوشی سے آپ کا چہرہ مبارک کھل رہا تھا ہم نے عرض کیا۔ آج کیا بات ہے۔ آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا اس نے کہا اے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا پرود گار فرماتا ہے، کیا آپ اس پر راضی نہ ہوں گے کہ کوئی مومن آپ پر ایک بار درود بھیجے اور میں اس پر دس بار درود بھیجوں اور کوئی آپ پر ایک بار سلام بھیجے اور میں اس پر دس بار سلام بھیجوں؟ اللہ اکبر یہ درود پاک تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کی ٹھنڈک

ہے۔۔۔۔۔ خود فرما رہے ہیں۔

وَجَعَلْتُ قُرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (۲۵)

علماء و عرفا نے اس حدیث کی مختلف تشریحات فرمائی ہیں۔۔۔۔۔ ان میں یہ تشریحات بھی ہیں جو دل کو لگتی ہیں۔۔۔۔۔

(۱) نماز اس لئے آنکھ کی ٹھنڈک ہے کہ وہ درود پاک کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے (۲۶)

(۲) درود پاک خود میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے کہ وہ وظیفہ معبود برحق ہے (۲۷)

(۳) میری آنکھ کی ٹھنڈک اس درود میں ہے جو مجھ پر اللہ اور اس کے فرشتے بھیج رہے ہیں اور جس کا امت کو حکم دیا گیا کہ قیامت تک بھیجتی رہے (۲۸) الغرض اللہ کی یاد میں ٹھنڈک ہے، خواہ وہ اپنے محبوب کو یاد کرے یا محبوب اس کو یاد کرے۔

**آتی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ہاسوا کو مٹاتی چلی گئی**

اور یہ یادیں تو ہمارے سینے میں پیوست کر دی گئیں۔۔۔۔۔ سعودی عرب کے اخبار "البلاد" (یکم شعبان ۱۴۱۲ھ) کے نامہ نگار ظلال عطیہ نے جدہ سے یہ حیران کن خبر دی۔۔۔۔۔ اس خبر کی سرخنی ہے۔

کلمہ التوحید فی صدر کل انسان

خبر یہ ہے کہ سعودی عرب کے ایک اسپتال میں کمپیوٹر کی مدد سے کسی مریض کے سینے، چھپچھرے، گردے کے ساتھ مل کر جو نسیں نکلتی ہیں ان کا عکس لیا گیا۔۔۔۔۔ حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب یہ دیکھا گیا کہ سانس کی نالی میں صاف لفظوں میں

لکھا ہوا ہے اور داہنے چھپچھرے پر

محمد رسول اللہ

لکھا ہوا ہے۔۔۔۔ اللہ اکبر

روح کی گہرائیوں میں جھانک کر
جلوہ ساقی کوثر دیکھتے

سچ فرمایا۔

سُنُّرِيْهِمْ اَيْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَّبِعِنَ لَهْمُ اِنَّهُ الْحَقُّ ۝ (۲۹)

بات صلوة و سلام کی ہو رہی تھی۔۔۔۔ ان اللہ و ملتکنتہ یصلون علی

والنبیؐ فرمایا۔۔۔۔ "نبی" فرما کر ایک عظیم راز سے پردہ اٹھایا۔۔۔۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔ میں اس وقت تجی نبی تھا جب
آدم، آب و گل کے درمیان تھے۔۔۔۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
جبریل علیہ السلام سے ان کی عمر دریافت فرمائی۔۔۔۔ عرض کیا، بس اتنا معلوم ہے کہ
عرش پر ایک چمکتا تارا طلوع ہوتا تھا۔۔۔۔ ستر ہزار برس کے بعد۔۔۔۔ میں نے اس
تارے کو ستر ہزار بار دیکھا ہے۔۔۔۔ سبحان اللہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی عمر
کا حساب پیش کر رہے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راز سے پردہ اٹھا
رہے ہیں۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔

وہ میرا ہی نور تھا (۳۰)

اللہ اکبر! نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن میں زمانے سمیٹے ہوتے ہے۔۔۔۔
جبریل امین علیہ السلام کے ماہ و سال کی وسعت کا کیا ٹھکانہ۔۔۔۔ ان کا ایک دن
ہمارے ہزار سال کے برابر ہے (۳۱)۔۔۔۔ اور ان کا ایک مہینہ ہمارے ۳۰ ہزار سال
کے برابر۔۔۔۔ اور ان کا ایک سال ہمارے تین لاکھ ساٹھ ہزار سال کے برابر ہے۔۔۔۔

اب آگے بڑھتے جاتیں اور ضرب دیتے جائیں۔۔۔۔۔ حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ۲۵ ارب ۲۰ کروڑ سالوں تک نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے رہے۔۔۔۔۔ اللہ اکبر!

فرمایا۔۔۔۔۔ اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔۔۔۔۔ کون بتائے کہ اللہ کب سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے؟۔۔۔۔۔ کون بتائے اس کے فرشتے کب سے درود بھیج رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ ہاں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ گر ہونے کے بعد ہی سے جب نور ہی نور تھا، اس رب کریم کی آپ پر رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔ اس کے فرشتے آپ کے حضور درود پیش کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ پھر جب اس دنیائے رنگ و بو میں آدم (علیہ السلام) نے قدم رکھا اور ایمان کی بہار آئی، مومنوں کے گلشن کھلے تو حکم ہوا کہ تم بھی درود بھیجو۔۔۔۔۔ تم بھی سلام بھیجو۔۔۔۔۔ ہاں خوب بھیجو ہاں خوب بھیجو، کہ بھیجنے کا حق ادا ہو جائے۔۔۔۔۔ بے شک کائنات کی رونق انہیں کے دم سے ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نے تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے (رضا)

حس کے دل کو چراغ عشق نے روشن و منور کر دیا، ہاں وہی دل اس قابل ہے کہ درود بھیجے، سلام بھیجے۔۔۔۔۔ حس کی زبان تک اسلام آیا، وہ اس قابل نہیں۔۔۔۔۔ حس کے دل میں اسلام اترا وہ اس قابل ہے اسی لئے مومنوں سے خطاب فرمایا۔۔۔۔۔ مومن وہ ہے جس کو اللہ سے محبت ہو اور اللہ سے محبت ہو نہیں سکتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو نہیں سکتی جب تک آپ کی سنت پر عمل نہ کرے اور آپ کے نقش پا کو سینے سے نہ

لگاتے۔۔۔۔۔ آپ کے عاشقوں کا عاشق اور آپ کے دشمنوں کا دشمن نہ ہو۔۔۔۔۔
 جس کے دل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ ایمان کی دولت
 سے محروم ہے۔۔۔۔۔ جو آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے تیار نہ ہو، ایمان کی حلاوت
 سے محروم ہے۔۔۔۔۔ "صلوٰۃ" کے جہاں اور معنی ہیں، وہاں صفت و ثنا۔ اور تعظیم
 و تکریم کے جہی ہیں۔ اسی لئے مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ
 الرحمہ نے آیہ کریمہ ان اللہ و ملائکتہ کا یہ ترجمہ فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام ملائک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 صفت و ثنائیاں کرتے ہیں تو مسلمانو! تم بھی ان کی تعریف
 اور صفت و ثنا۔ بیان کرو" (۴۲)

بلاشبہ وہ بے عیب ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا
 خوب فرمایا۔

خلقت مبرا من کل عیب
 کا نک قد خلقت کما نشاء

آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا جیسا آپ نے چاہا ویسا
 ہی آپ کے خالق نے آپ کو بنایا۔۔۔۔۔

ہاں وہ بے عیب ہیں، ان کی تعظیم و تکریم منشا الہی ہے۔۔۔۔۔ ان کی صفت و ثنا
 مقصد خداوندی ہے۔۔۔۔۔ ان کا رفعت ذکر، مطلوب باری ہے۔۔۔۔۔ اذان بھی ان
 کی رفعت ذکر ہے۔۔۔۔۔ نماز بھی ان کی رفعت ذکر ہے۔۔۔۔۔ نعت بھی ان کی رفعت
 ذکر ہے۔۔۔۔۔ صلوٰۃ و سلام بھی ان کی رفعت ذکر ہے۔۔۔۔۔ اعلان فرمایا۔۔۔۔۔ و
 دفعنا لک ذکرک (۴۳)۔۔۔۔۔ جس کے ذکر کو رب کریم اونچا کرے، اس کے
 ذکر کو کون نیچا کر سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ چشم عالم نے رفعت و رفعت لک ذکرک دیکھی۔۔۔۔۔

دیکھ رہی ہے۔۔۔۔ اور دیکھتی رہے گی۔۔۔۔ بحر اکاہل کے مغربی کنارے سے لے کر دریائے "ہوانگ ہو" کے مشرقی کنارے تک رہنے والوں میں کون ہے وہ جس نے صبح کے روح افزا جھونکوں کے سامنے اذان فجر کی آواز نہ سنی ہو؟۔۔۔۔ جس نے رات کی خاموشی میں **اشہد ان محمد رسول اللہ** کی سریلی آواز کو جاں بخش نہ پایا ہو۔۔۔۔ مشہور مورخ فلپ کے ہتی۔۔۔۔ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ دنیا میں اسلام اس قدر پھیل چکا ہے کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزر تا کہ دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔۔۔۔ ایک تسلسل ہے جو ختم ہونے نہیں پاتا۔۔۔۔ **سبحان اللہ**
رفعت شان ورفعنا لک ذکرک!

نعرہ مستانہ خوش می آیدم

تا ابد جاناں پچنیں می با یدم

اور یہ رفعت شان ہی کا کرشمہ ہے کہ جب انگلستان کے مشہور ادیب تھامس کارلائل نے نبیوں اور رسولوں کی مبارک سیرتوں کو پرکھا تو صرف اور صرف حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی سب سے بلند و بالا نظر آتی (۴۴)۔۔۔۔ اور جب مائیکل۔ ایچ۔ ہارٹ نے دنیا کے عظیم ترین ایک سو انسانوں کا انتخاب کیا تو اس کو سب انسانوں کے سردار آپ ہی نظر آتے (۴۵)۔۔۔۔
 ارشاد ہوتا ہے

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (۴۶)

میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوتی ہے

اس کی رحمت کہاں؟۔۔۔۔ ہاں

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۴۷)

تم کو نہیں بھیجا مگر ہاں بھیجا۔۔۔۔ تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر

اللہ اکبر! ---- وہ رحمت بن کر آتے اور تمام کائنات پر چھا گئے

یہ مہر و کواکب، یہ ذرے، یہ غنچے

جو ہے آپ ہی کی ثنا کر رہا ہے

اور کائنات کا ذرہ ذرہ کیوں آپ کی ثنا نہ کرے، کیوں تعریف نہ کرے، کیوں
آپ کی تعظیم نہ کرے کہ کائنات کا پروردگار و پالنے والا حکم دے رہا ہے کے تعظیم
و تکریم کرو۔ اور برابر درود و سلام بھیجتے رہو۔۔۔۔۔ اللہ اکبر!

یہ انوکھی رسم محبت ایجاد کی۔۔۔۔۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔۔۔۔۔
ہاں جب سے محبت نے اپنا مکھڑا دکھایا ہے۔۔۔۔۔ عاشقوں کو معشوق کا نام چپنا سکھایا
ہے۔۔۔۔۔ سارے عالم کو عاشق بنا دیا، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی
چپ رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے درود بھیج رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے سلام بھیج رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے
دعائیں دے دے کر اللہ کی رحمت کی بھیک مانگ رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے تعریف و
توصیف کر رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے نعت پڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ جو ہے یاد کر رہا ہے۔۔۔۔۔
سارے عالم میں دھوم مچی ہے۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں

آہ! یہ کس کی یادگاری ہے؟

دلوں کی آبیاری کا طریقہ یہ بتایا کہ درود بھیجو، سلام بھیجو،۔۔۔۔۔ بھولو نہیں، یاد
کرتے رہو۔۔۔۔۔ درود و سلام بھیجتے رہو۔۔۔۔۔ خالی نہ بیٹھو۔۔۔۔۔ اسی کو یاد کرتے
رہو جس کی یاد دلوں کی بہار ہے اور روتوں کا قرار۔۔۔۔۔ جب وہ یاد آتیں، ڈوبتے
دل، تیرنے لگیں۔۔۔۔۔ روتی آنکھیں، مسکرانے لگیں۔۔۔۔۔ آہوں کے دھوئیں،
مہکنے لگیں۔۔۔۔۔ ہاں

از خیال خویشن بے خویش شو، بیگانہ باش

در خیال حضرت جانانہ شو، جانانہ باش

اللہ اللہ ! ایسی دعا سکھائی جو جانِ اخلاص ہے۔۔۔۔۔ جس میں اپنے لئے کچھ نہیں۔۔۔۔۔
 سب کچھ محبوب ہی کے لئے ہے۔۔۔۔۔ بندہ جو کچھ مانگتا ہے، اپنے محبوب کے لئے
 مانگتا ہے۔۔۔۔۔ یہ کبھی الفت ہے؟۔۔۔۔۔ مانگنے والا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عشق و محبت کا تو دم بھرے لیکن جب ہاتھ اٹھاتے تو اپنے ہی لئے مانگے۔۔۔۔۔ سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کا سلیقہ بتایا اور دعا کا سلیقہ سکھایا۔۔۔۔۔ اپنے لئے
 مانگنا ہے تو ہمارے لئے مانگو، ہم قاسمِ رزق ہیں۔۔۔۔۔ جو ملے گا تمہیں کو بانٹا جائے گا
 ۔۔۔۔۔ وہ عطا فرماتا ہے، ہم تقسیم کرتے ہیں۔۔۔۔۔ جو کچھ بٹتا ہے ہمارے ہی در سے بٹتا
 ہے۔۔۔۔۔ ہاں، درود پڑھو درود۔۔۔۔۔ یہ ہر منزل کا ساتھی ہے۔۔۔۔۔ زندگی کا
 ساتھی، جانکنی کا ساتھی، قبر کا ساتھی، حشر و نشر کا ساتھی، پل صراط کا ساتھی، جنت کا
 ساتھی۔۔۔۔۔ یہ ایسا ساتھی ہے جو ساتھ نہیں چھوڑتا۔۔۔۔۔ یہ ایسا با وفا ہے جو کبھی بیوفائی
 نہیں کرتا۔۔۔۔۔ یہ نور ہے۔۔۔۔۔ یہ سرور ہے۔۔۔۔۔

ذکر انور کی کثرت پہ نامی درود
 شان اقدس کی رفعت پہ نامی درود
 نور کی نوری مدحت پہ نامی درود
 ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
 ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام



اللہ اللہ درود پڑھنے والا اور سلام بھیجنے والا اس کے کرم سے محروم نہیں رہتا
 وہ بھی نوازا جاتا ہے وہ بھی سرفراز کیا جاتا ہے کیوں نہ نوازا جائے
 اور کیوں نہ سرفراز کیا جائے کہ اس کے محبوب پر درود پڑھ رہا ہے اس کے
 محبوب پر سلام بھیج رہا ہے ہاں سنتے سنتے، یہ کیا رازداری ہے

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

إِلَى النُّورِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (۲۸)

”وہی ہے درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں
 اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر مہربان
 ہے۔“

اللہ اکبر! ہم محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیج رہے
 ہیں اور رب العالمین درود و سلام بھیجنے والوں پر درود بھیج رہا ہے اس کو اپنے
 محبوب سے کتنا پیار ہے؟ محبوب کے نام لیواؤں کی رفعت و بلندی تو دیکھتے
 اللہ اللہ ہم گناہ گاروں، سیہ کاروں پر یہ کیسی عنایت ہے؟ یہ کیسا
 کرم ہے؟ یہ کیسی نوازش ہے؟ ہم تو اس قابل نہیں ہی نہیں،
 اس کریم کی دلداریاں تو دیکھتے درود بھیجنے والوں پر خود بھی درود بھیج رہا ہے
 اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرما رہا ہے

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ (۲۹)

(اے محبوب کریم) تم بھی ان پر درود بھیجا کرو، تم بھی ان کے
 لئے دعائیں کیا کرو، تمہاری دعاؤں سے تمہارے عاشقوں کو

قرار ملتا ہے۔۔۔۔۔

وہ ہمیں یاد فرمائیں تو پھر اور کیا چاہیے؟

ہر جفا، ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دو کہہ تو ہمارا ہے

اللہ تعالیٰ نے بے سہاروں کو سہارا عطا فرمایا۔۔۔۔۔ غمزدوں کو غمگسار عطا فرمایا
۔۔۔۔۔ سارے جہاں کے رخ پھیر دیئے۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے اس طرف دیکھ رہا ہے،
پیشک۔۔۔۔۔

کعبہ کا کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فاذ کرونی۔۔۔۔۔ مجھے یاد کرو۔۔۔۔۔ مگر وہ تعالیٰ تو اس روف و رحیم کو یاد فرما رہا
ہے۔۔۔۔۔ من احب شئی اکثر ذکرہ۔۔۔۔۔ جس سے جس کو محبت ہوتی ہے، اس
کو بہت یاد کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس کو یاد کرنا یقیناً بڑے فضل کی بات ہے مگر جس کو وہ
یاد فرما رہا ہے اس کو یاد کرنا بڑے فخر کی بات ہے۔۔۔۔۔
سب کا رخ اللہ کی طرف، ہاں یہی توحید ہے۔۔۔۔۔ مگر جب وہ اپنی طرف رخ
کرنے والوں کا رخ اپنے محبوب کی طرف پھیر دے تو یہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔ ہاں ہرگز
ہرگز یہ شرک نہیں۔۔۔۔۔ یہی تو توحید ہے۔۔۔۔۔ یہی تو آزمائش ہے۔۔۔۔۔

پیش نظر وہ نو بہار مسجد سے کو دل ہے بے قرار

روکتے سر کو روکتے ہاں یہی امتحان ہے

(رضا)

تس نے اللہ کو ایک مانا، اسی کا رخ اس کے محبوب کی طرف ہو گیا۔۔۔۔۔ جس
نے محبوب کی طرف رخ نہ کیا، اس نے ایک مانتے ہوتے بھی نہ مانا۔۔۔۔۔ اہلسی بھی
اللہ کو ماننا ہے مگر اس نے امین نور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام

قرار ملتا ہے۔۔۔۔۔

وہ ہمیں یاد فرمائیں تو پھر اور کیا چاہیے؟

ہر جفا، ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دو کہ تو ہمارا ہے

اللہ تعالیٰ نے بے سہاروں کو سہارا عطا فرمایا۔۔۔۔۔ غمزدوں کو غمگسار عطا فرمایا
۔۔۔۔۔ سارے جہاں کے رخ پھیر دیتے۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے اس طرف دیکھ رہا ہے،

پیشک۔۔۔۔۔

کعبہ کا کعبہ روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فاذکرونی۔۔۔۔۔ مجھے یاد کرو۔۔۔۔۔ مگر وہ تعالیٰ تو اس روف و رحیم کو یاد فرما رہا

ہے۔۔۔۔۔ من احب شئی اکثر ذکرہ۔۔۔۔۔ جس سے جس کو محبت ہوتی ہے، اس
کو بہت یاد کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس کو یاد کرنا یقیناً بڑے فضل کی بات ہے مگر جس کو وہ
یاد فرما رہا ہے اس کو یاد کرنا بڑے فخر کی بات ہے۔۔۔۔۔

سب کا رخ اللہ کی طرف، ہاں یہی توحید ہے۔۔۔۔۔ مگر جب وہ اپنی طرف رخ
کرنے والوں کا رخ اپنے محبوب کی طرف پھیر دے تو یہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔ ہاں ہرگز
ہرگز یہ شرک نہیں۔۔۔۔۔ یہی تو توحید ہے۔۔۔۔۔ یہی تو آزمائش ہے۔۔۔۔۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکتے سہر کو روکتے ہاں یہی امتحان ہے

(رضا)

جس نے اللہ کو ایک مانا، اسی کا رخ اس کے محبوب کی طرف ہو گیا۔۔۔۔۔ جس
نے محبوب کی طرف رخ نہ کیا، اس نے ایک مانتے ہوتے بھی نہ مانا۔۔۔۔۔ اہلسنیحی
اللہ کو مانتا ہے مگر اس نے امین نور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام

..... یقیناً و غیفر۔ معبود ہی عظیم ہے۔۔۔۔۔ اس کی عظمتوں کو وہی جانتا ہے جس نے ہم کو درود و سلام پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ پوچھنے والے وہ بات پوچھ رہے ہیں جس کے بیان سے دل لرزتا ہے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں۔۔۔۔۔

إِذَا غَسَلْتُمُونِي وَ كَفَنْتُمُونِي فَصَلُّوا عَلَيَّ صِرِيرِي ثُمَّ أَخْرِجُوا عَنِّي فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ جِبْرَائِيلُ ثُمَّ مِيكَائِيلُ ثُمَّ إِسْرَافِيلُ ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُودِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ بِأَجْمَعِهِمْ ثُمَّ ادْخُلُوا عَلَيَّ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ فَصَلُّوا عَلَيَّ وَتَبَلَّغُوا
تَسْلِيمًا (۵۱)

جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن دے چکو تو میرے تخت کے سامنے دکھڑے ہو کر درود پیش کرنا پھر چلے جانا۔۔۔۔۔ پھر سب سے پہلے جو درود پیش کرے گا وہ حضرت جبرائیل ہوں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل پھر ملک الموت۔ یہ سب کے سب اپنے اپنے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ آئیں گے (اور درود پیش کریں گے، جب یہ چلے جائیں) تو پھر تم فوج در فوج میرے پاس آنا اور مجھ پر درود پڑھنا اور خوب خوب سلام پڑھنا۔۔۔۔۔

حضرت شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حاضری کا یہ نقشہ کھینچا ہے
چوں مرداں فارغ شدند، نسا در آمدند و بعد از نسا۔ صبیان

گزارند ہم چنان کہ ترتیب صفوف است در جماعت (۵۲)
 جب مرد فارغ ہو گئے، عورتیں آتیں اور جب عورتیں فارغ
 ہو گئیں۔ تو بچوں کو چھوڑا، جس طرح نماز میں مردوں، عورتوں اور
 بچوں کی صفوں کی ترتیب ہوتی ہے (اس ترتیب سے کھڑے
 ہو کر درود و سلام پیش کیا گیا)

پہ سب کچھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہوا۔۔۔۔۔ آپ
 نے مردوں کو تو نوزا ہی تھا مگر عورتیں اور بچے بھی آپ کی نگاہِ کرم سے محروم نہ رہے
 ۔۔۔۔۔ اللہ اللہ کیا منظر ہو گا۔۔۔۔۔ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر آرام
 فرما ہوں گے۔۔۔۔۔ باری باری سب آرہے ہوں گے، آنسوؤں کے نذرانے، درود و
 سلام کی سوغاتیں لا رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ ہاں سب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر
 رہے ہونگے کہ آج اس جانِ جانِ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جانے والی ہے۔۔۔۔۔
 بس کی طرف سارے عالم کے دل کھینچے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

جان و دل، ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
 تم نہیں چلتے رضائے سارا تو سامان گیا (رضنا)

ایسا منظر تھا کہ بھلاتے نہیں بھولتا۔۔۔۔۔ آج بھی جس کو دیکھتے اس دن کی یاد منا
 رہا ہے۔۔۔۔۔ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر رہا ہے اور کیوں نہ پیش کرے کہ خود
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں

فَصَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَمْلِيْنَا (۵۳)

ہاں، صلوٰۃ و سلام کیوں نہ پیش کریں کہ ہم ان کے غلام ہیں۔۔۔۔۔ ہمارے تن
 میں ان کی چھاپ ہے۔۔۔۔۔ ہمارے من میں ان کی آس ہے۔۔۔۔۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ وہی درود و سلام پیش کرو جو آپ نے ارشاد فرمایا، کوئی اور درود و سلام نہ پڑھو۔۔۔۔۔ اللہ نے تو یہ فرمایا ہے صلوا علیہ و سلموا تسلیما تو پھر حکم لگانے والے اللہ کے حکم کے آگے اپنا حکم کیوں چلاتے ہیں؟۔۔۔۔۔ یہ کون ہیں؟۔۔۔۔۔ عاشق تو ہو نہیں سکتے کہ عاشق تو اپنے معشوق کی تعریف سن سن کر چیتا ہے۔۔۔۔۔ محبوب کا ذکر اس کی زندگی ہے۔۔۔۔۔ محبوب کا فکر اس کی بہار ہے۔۔۔۔۔ پھر یہ کون ہیں؟۔۔۔۔۔ یہ وہی ہیں جن کو تعظیم و تکریم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم میں حد درجہ انکسار تھا۔۔۔۔۔ اللہ اکبر! احادیث مبارکہ میں عجز و عاجزی کے ایسے کلمات ملتے ہیں کہ ہم نقل بھی نہیں کر سکتے ۵۰۱

۔۔۔۔۔ تو سرکار بنے جو نبی درود پاک ارشاد فرمایا اس میں اپنی تعریف و توصیف نہ فرمائی۔۔۔۔۔ چونکہ منع کرنے والوں کو تعریف و توصیف اور تعظیم و تکریم اپنی نہیں لگتی اسی لئے وہ درود پاک اچھے لگتے ہیں جو سرکار نے ارشاد فرمائے۔۔۔۔۔ اسی لئے درود ابراہیمی پر زور کیوں دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ شاید وہ یہ سمجھے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک ہی درود شریف تلقین فرمایا۔۔۔۔۔ نہیں اور نبی درود شریف تلقین فرماتے پھر درود ابراہیمی پر زیادہ زور کیوں دیا جاتا ہے؟۔۔۔۔۔ امام سخاوی نے درود کے چالیس صیغے نقل فرمائے ہیں (۵۵)۔۔۔۔۔ شرح سفر السعادہ میں ۳۲ صیغے نقل کئے ہیں (۵۰)۔۔۔۔۔ جذب القلوب میں ۱۳ صیغے نقل کئے ہیں ۵۰۱۔۔۔۔۔ ثناء السقام میں نبی بہت سے صیغے ہیں (۵۸)۔۔۔۔۔ جب اتنے بہت سے درود شریف حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمائے تو سب ہی پر زور دیا جانا چاہیے۔۔۔۔۔ درود ابراہیمی چونکہ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس لئے سب کو یاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس کو آڑ بنایا (معاذ اللہ) اور مسلمانوں کو دوسرے درودوں سے

محروم کر دیا۔۔۔۔۔ یہ کیسی بد بختی ہے کہ رونے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم و تکریم سے روکتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر جس کے دل میں محبت ہے، جس کے دل میں عشق ہے۔۔۔۔۔ وہ ہزار روکنے پر بھی نہیں رکتا۔۔۔۔۔ جب درود پڑھنے کا حکم نازل ہوا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔۔۔۔۔ درود کس طرح پڑھیں۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود سکھا کر درود پڑھنے کا سلیقہ بتایا۔۔۔۔۔ پھر لبیک کہنے والوں نے درود و سلام کا ایسا مینہ برسایا کہ سارا عالم جل تھل ہو گیا۔۔۔۔۔ ہر طرف درود و سلام کی پھوار۔۔۔۔۔

ہر طرف درود و سلام کی بارشیں۔۔۔۔۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ!۔۔۔۔۔ دلوں پر قفل لگانے والے قفل لگا رہے ہیں (حیف یہ کیا کر رہے ہیں؟)۔۔۔۔۔ مگر محبت والے دامن دل پھیلاتے بارانِ رحمت کو اپنے سینوں میں سمیٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ قفل لگانے والے کیوں قفل لگا رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ یہ منہ بند کرنے والے کیوں منہ بند کر رہے ہیں؟۔۔۔۔۔ اللہ نے تو دعا کا بھی حکم دیا ہے۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دعائیں بھی تلقین فرمائی ہیں۔۔۔۔۔ پھر دعاؤں پر پابندیاں کیوں نہیں لگائی جاتیں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہی دعا مانگو جو سرکار نے بتائی ہے، دوسری دعا نہ مانگو۔۔۔۔۔ مگر نہیں نہیں۔۔۔۔۔ یہاں یہ عالم ہے کہ اجتماعی دعاؤں کے لئے میلے لگائے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ سفر کراتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ماں باپ، بیوی بچوں کو چھڑا دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اجتماعی دعا کے لئے ایسا میلہ نہ لگایا۔۔۔۔۔ جب دعا کے ملکی اور بین الاقوامی اجتماعات ہو سکتے ہیں تو درود و سلام کے اجتماعات کیوں نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کیا تھا (۵۹)۔۔۔۔۔ مگر دعا کے لئے کبھی کسی نے سفر نہ کیا۔۔۔۔۔ اللہ حاضر و ناظر ہے ہر جگہ دعا سنتا ہے۔۔۔۔۔ ہاں جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہلاتیں تو ضرور جانا چاہتے (۹۰)۔۔۔۔۔ دعا کے لئے سفر کر آیا جاتے اور روضہ رسول کی زیارت کی نیت سے جانے کو منع کیا جاتے۔۔۔۔۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔۔۔ ہاں، عقل سلیم جواب دے! درود و سلام اللہ کا حکم ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔۔۔۔۔ وہ چاہتے ہیں کہ درود و سلام پڑھا جائے اور خوب پڑھا جائے۔۔۔۔۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو ساتھ ہی توفیق بھی عطا فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ نماز کا حکم دیا، توفیق بھی عطا فرمائی۔۔۔۔۔ روزہ کا حکم دیا، توفیق بھی عطا فرمائی۔۔۔۔۔ زکوٰۃ کا حکم دیا، توفیق بھی عطا فرمائی۔۔۔۔۔ حج کا حکم دیا، توفیق بھی عطا فرمائی۔۔۔۔۔ جہاد کا حکم دیا، جاں نثاری کی توفیق بھی عطا فرمائی۔۔۔۔۔ ہاں، ہاں درود و سلام کا حکم دیا تو توفیق کیوں نہ عطا فرمائی جاتی؟۔۔۔۔۔ زبانوں سے سیلاب بن بن کر نکلنے لگے۔۔۔۔۔ سچ فرمایا ہم اس کی زبان بن جاتے ہیں جس سے وہ بولتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ اللہ یہ درود و سلام کے گجرے کہاں سے آتے؟۔۔۔۔۔ ابھی ابھی تو مطلع صاف تھا۔۔۔۔۔ یہ گھر گھر کے بادل کہاں سے آتے؟۔۔۔۔۔ یہ گھنگھور گھٹائیں۔۔۔۔۔ یہ موسلا دھار بارش۔۔۔۔۔ یہ دور تک آب رواں کا دل کش منظر۔۔۔۔۔ سبحان اللہ سبحان اللہ!

پہنچی ہے سامنے تصویر یار، کیا کہنا!

جب سے حکم ملا ہے اب تک ہزاروں کہنے والوں نے درود و سلام کہے ہیں۔۔۔۔۔ دیکھنے والے اس کی شان کریں کو نہیں دیکھتے۔۔۔۔۔ وہ نہیں دیکھتے کہ تنہا سا بیج زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ کس طرح پھوٹتا ہے۔۔۔۔۔ سینہ گیتی چھ کر باہر آتا ہے۔۔۔۔۔ کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔۔۔۔۔ کیا کیا گل کھلاتا ہے۔۔۔۔۔ کسی کسی بہاریں دکھاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ عطائے خاص نصیب والی زمین پر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ہر زمین کے نصیب میں یہ بہار نہیں۔۔۔۔۔ جس زمین کے نصیب میں

کائے ہی کائے ہیں وہ دوسری زمین پر گل و بلبل دیکھ کر جلی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اس کی قسمت کہ زمین ایسی بخر ہوتی جس طرف دیکھتے کائے ہی کائے نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور یہ اس کی قسمت کہ جس طرف دیکھتے پھول ہی پھول نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ سبحان اللہ سبحان اللہ !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں میں اہل بیت نے، صحابہ نے، تابعین نے، تبع تابعین نے درود ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت مصیب بن ورد، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم (۶۱)۔۔۔۔۔۔ حضرت امام شافعی، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، (۶۲) حضرت امام شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد رفاعی، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، حضرت امام غزالی، حضرت امام رازی، حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہم بے شمار صلحائے امت نے درود شریف ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔

محرم. صادقوں ہے تو، مقصد عارفوں ہے تو

مرکز. چشم اولیاء، تیرے سوا کوئی نہیں

شیخ محمد حقی علیہ الرحمہ نے خزینۃ الاسرار میں چند افضل ترین درود جمع فرماتے ہیں اور حضرت شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی بہت سے درود غیر ماثورہ اپنی کتاب جذب القلوب میں بیان فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔ حضرت غوث الاعظم کے پوتے شیخ سید ابو صالح نصر بن شیخ ابو بکر عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی شفاء السقام۔۔۔۔۔۔ شیخ نور محمد بن محمد صالح علیہ الرحمہ کی دلیل الخیرات (۱۳۱۹ھ)۔۔۔۔۔۔ شیخ سید عبداللہ محمد بن محمد سلیمان علیہ الرحمہ کی دلائل الخیرات،۔۔۔۔۔۔ شیخ سید ابوالحسن شاذلی کے

حزب البحر، خواجہ عبدالرحمان چھوہروی علیہ الرحمہ کی مجموعہ صلوة الرسول۔۔۔۔۔۔ یہ سب تصانیف درود شریف پر ہیں بلکہ اگر ایسی تصانیف کو جمع کیا جائے تو بیسیوں مجلدات مرتب ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔ (۶۳)

الغرض جدھر دیکھتے صلوة و سلام کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ صلوة و سلام۔۔۔۔۔۔ یہ مقصود جانِ جاں۔۔۔۔۔۔ کہاں کہاں سے نکل کر آرہے ہے؟۔۔۔۔۔۔ حسن و جمال کا یہ سیلاب کہاں سے امنڈ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ عشق و محبت کے یہ گلشن کون سجا رہا ہے۔۔۔۔۔۔ پیشک

ناز ہے شاہد فطرت کو بھی حسن پر ہم دم
وہ چمن سب ہیں لگاتے ہوتے دیوانوں کے

جو ان گلشنوں کو اجاڑنا چاہتا ہے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمنان اسلام کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ اس کو بیدار ہونا چاہئے۔۔۔۔۔۔ اس کو باز آجانا چاہئے۔۔۔۔۔۔ اور اپنی عاقبت درست کرنی چاہئے۔۔۔۔۔۔ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی کوئی حد نہیں۔۔۔۔۔۔ ان کے مولیٰ نے ان کی بھی کوئی حد متعین نہ کی۔۔۔۔۔۔ ہر آنے والی گھڑی میں نئی رفعت و بلندی کی بشارت دی۔۔۔۔۔۔ جس کی ترقی کا یہ عالم ہو اس کی تعریف سے انسان عاجز ہے، جس پر جتنا کرم ہوتا ہے وہ سناتا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

کوئی حد ہی نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

ہاں، درود و سلام پڑھتے اور خوب پڑھتے۔۔۔۔۔۔ محبوب کے بتاتے ہوتے بھی درود و سلام پڑھتے اور محبت کرنے والوں کے کہے ہوتے درود و سلام بھی پڑھتے۔۔۔۔۔۔ لوگ درود شریف کے فضائل کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔

پیشک اس کے فضائل ہیں، بے شمار فضائل۔۔۔۔۔ لیکن ایک عاشق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی اور اس سے بڑی اور کیا دولت ہوگی کہ محبوب اس کو اپنا بنا کر اپنی یاد میں مصروف کر دے اور ہماری یادیں اس کی آنکھ کی ٹھنڈک بن جائیں۔۔۔۔۔ ہاں

عاشق ہمہ روز مست و شیدا بادا

اس مستی کی کوئی قیمت نہیں۔۔۔۔۔ اس سرشاری کا کوئی مول نہیں۔۔۔۔۔ مبارک ہیں وہ عشاق جن کی نظر میں محبوب ایسا سمایا کہ پھر کوئی نہ سما سکا۔۔۔۔۔ اس کا مطلوب و مقصود اپنی ذات نہیں، محبوب کی ذات ہوتی ہے

گفتم "چہ جوتی؟" "گفتا" "دل و جاں"

گفتم "چہ خواہی؟" "گفتا" "غلامے" (جگر)

محبت، ادب آموز حیات ہے۔۔۔۔۔ بڑی غیور ہے۔۔۔۔۔ محبوب کے سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتی۔۔۔۔۔ جو دعویٰ محبت کرتا ہے اور محبوب سے محبوب کو نہیں مانگتا اس کو مانگنا ہی نہیں آتا۔۔۔۔۔ وہ زاز محبت سے آشنای نہیں۔۔۔۔۔

عشق اور مزدوری عشرت کہ خمر و کیا خوب !

اہل محبت کی دولت سوز عشق ہے۔۔۔۔۔ نفس شرربار ہے۔۔۔۔۔ چشم اشکبار ہے۔۔۔۔۔ وہ کسی قیمت پر یہ دولت نہیں گنوا سکتے۔۔۔۔۔ ان کی تو یہ آرزو رہتی ہے۔۔۔۔۔

یارب نفس شرارہ پیزم بچسند

یارب مزہ دجلہ ریزم بچسند

پے سوزِ غمِ عشقِ مبادا زہار
جانے کہ بروز رستخیزم بچشد

لذت سوزِ جگر کے آگے، جنت کیا شے ہے؟ جنت تو جنت، جان بھی
کوئی چیز نہیں جب ان کا لکھڑا دیکھیں گے منہ دکھائی میں عشاق
جانیں نذر کریں گے

قانعِ نیمِ از بہشت نیزم بچشد
از بخششِ خاص تا چہ چیزم بچشد
امید کہ صرف رو نمائی تو شود
جانے کہ بروز رستخیز بچشد

ہر چیز جان ہی کے لئے پیاری ہوتی ہے جب فدا کاری و جاں نثاری کا
یہ جذبہ ہو

بر دوست فدا کنم بصد گو نہ نشاط
جانے کہ بروز رستخیزم بچشد

تو پھر نگاہِ عشق میں اس کے سوا کون سما سکتا ہے؟ کوئی نہیں، کوئی نہیں
..... اس عشقِ خانہ ویراں سازی بلند ہمتی تو دیکھتے دونوں جہاں کے بدلے
جی سوا سستا نظر آ رہا ہے!

دو عالمِ قیمتِ خودِ گفتہ
نرخِ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ان کی نگاہِ ناز کے مامنے دو عالم کیا چیز ہے؟ جب جان کوئی چیز نہیں
..... جاں بازی و جاں سپاری کا یہ سلیقہ قرآن حکیم نے ہمیں سکھایا (۶۴)
..... ہاں، سارے عالم سے بڑھ کر ان سے پیار کرو، اپنی جان کو جان، اپنے مال کو

- ۲۱۔ ایضاً ص۔ ۱۔ بحوالہ حاشیہ صادی ۳ / ۸۷
- ۲۲۔ محمد علی الصابونی: روائع البیان ج ۲، ص ۳۳۷
- ۲۳۔ محمد نعفی علی خان: الکلام الاوضح فی تفسیر سورة الم نشرح، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶، ص ۲۲۱
- ۲۴۔ محمد نبی بخش حلوانی: سفار القلوب، ص ۸۴
- ۲۵۔ ایضاً ص ۸۴
- ۲۶۔ ملا معین دافعہ الکاشفی: مدارج النبوت، ج ۱۔ ص ۳۱۲
- ۲۷۔ ایضاً ص ۳۱۲
- ۲۸۔ ایضاً ص ۳۱۲
- ۲۹۔ الکلام الاوضح، ص ۲۲۱
- ۳۰۔ ایضاً ص ۳۱۲
- ۳۱۔ محمد علی الصابونی: اردائع البیان، ص ۳۳۹، ۳۴۰
- ۳۲۔ محمد علی الصابونی: صفوة التفاسیر، جز ۲۲، ص ۷۱
- ۳۳۔ محمد علی الصابونی: صفوة التفاسیر، ج ۲۲، ص ۷۱، بحوالہ حاشیہ صادی علی المجالین، ج ۳، ص ۲۸۷
- ۳۴۔ محمد علی الصابونی: روائع البیان، ج ۲، ص ۳۳۸، بحوالہ ترمذی شریف، ص ۴۸۴
- ۳۵۔ حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی: القول البدیع فی الصلوة علی الحبیب الشفیع: مطبوعہ طائف (سعودی عرب) ص ۴۲، ۴۱، بحوالہ مسند احمد ۳ / ۲۸۱ د نسائی شریف ۷ / ۶۱
- ۳۶۔ القول البدیع، ص ۴۲
- ۳۷۔ ایضاً ص ۴۲
- ۳۸۔ ایضاً ص ۴۱، ۴۲
- ۳۹۔ قرآن حکیم، سورة الفصحت، آیت نمبر ۵۳
- ۴۰۔ ڈاکٹر خالد حسن بلگرامی: نور مبین، مطبوعہ کراچی (بحوالہ تفسیر روح البیان، جلد اول)، ص ۴۲
- ۴۱۔ قرآن حکیم، سورة الحج، آیت ۴
- ۴۲۔ مفتی محمد مظہر اللہ: مواظظ مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰۔ ص ۱۴۴
- ۴۳۔ قرآن حکیم، سورة الانشراح، آیت ۴

Thomas Carlyle: On Heroes and Hero worship, London 1921, pp, 56-103

Michael, H.Hart: The Hundred (A Ranking of

The Most Influential Persons In History), New York, 1978, pp.33-40

- ۴۶۔ قرآن حکیم، سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۵۶
 ۴۷۔ قرآن حکیم، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷
 ۴۸۔ قرآن حکیم، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۴۳
 ۴۹۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۱۰۳
 ۵۰۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۱۱۱
 ۵۱۔ احمد رضا خان بریلوی: فتاویٰ رضویہ، ج۔ ۴، ص۔ ۵۴ مطبوعہ مبارک پور، بحوالہ بہشتی، حاکم د
 طبرانی
 ۵۲۔ عبدالحق محدث دہلوی: شیخ مدارج النبوة، ج ۲، ص ۴۴۰
 ۵۳۔ احمد رضا خان بریلوی: فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۴
 ۵۴۔ امام علی شاہ سید: مکتوبات شریف، مطبوعہ لاہور، ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۰ء ص۔ ۲۱
 ۵۵۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: مطبوعہ بیروت ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳
 ۵۶۔ احمد رضا خان: الامن والعلی، مطبوعہ لاہور، ص ۳ بحوالہ شرح سفر السعاده
 ۵۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ
 ۵۸۔ ابو صالح نصر: سفار السقام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام، مطبوعہ لاہور
 ۵۹۔ محمد نضر الدین بہاری: صحیح بہاری، مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ۱۹۹۲ء، ج ۲ ص ۹۰۰
 ۶۰۔ ایضاً ص ۹۵۵، ۹۵۷
 ۶۱۔ قاضی عیاض: کتاب الشفا، ص ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳
 ۶۲۔ فعل الخیرات، (۱۳۱۸ھ)، مطبوعہ دہلی
 ۶۳۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب
 ۶۴۔ قرآن حکیم، سورۃ التوبہ، آیت ۲۴

